قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ
الفضل
لندن

Online Edition

مدیر: ابو سعید

جمعرات 29 دسمبر 2022ء | 5 جمادی الثانی 1444 ہجری قمری | 29 فتح 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:287

ارشادِ باری تعالیٰ

وَ نَفۡسٍ وَّ مَا سَوّٰىہَا ۪ۙ﴿۷﴾ فَاَلۡہَمَہَا فُجُوۡرَہَا وَ تَقۡوٰىہَا ۪ۙ﴿۸﴾ قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰىہَا ۪ۙ﴿۹﴾

ترجمہ: اور ہر جان کی اور جیسے اس نے اسے ٹھیک ٹھاک کیا۔ پس اُس کی بے اعتدالیوں اور اس کی پرہیزگاریوں (کی تمیز کرنے کی صلاحیت) کو اس کی فطرت میں ودیعت کیا۔ یقیناً وہ کامیاب ہوگیا جس نے اُس (تقویٰ) کو پروان چڑھایا۔

فرمانِ رسولؐ

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلۡکَیِّسُ مَنۡ دَانَ نَفۡسَہُ وَعَمِلَ لِمَا بَعۡدَ الۡمَوۡتِ وَالۡعَاجِزُ مَنۡ اَتۡبَعَ نَفۡسَہُ ہَوَاہَا وَتَمَنّٰی عَلَی اللّٰہِ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حقیقی دانا وہ شخص ہے جو اپنا محاسبہ نفس ساتھ ساتھ کرتا چلا جاتا ہے اور موت کے بعد کی زندگی کو مد نظر رکھتے ہوئے نیک اعمال بجالاتا چلا جاتا ہے۔ وَالعَاجِزُ: اور ناکارہ بے بس ہے وہ شخص جو اپنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے، اور اللہ سے امید لگاتا ہے۔

(سنن الترمذی کتاب صفة القیامة والرقائق والورع عن رسول اللّٰہ حدیث نمبر: 2459)

فرمانِ خلیفۂ وقت

یہ بات بھی ہمیں یاد رکھنی چاہئے کہ شیطان کا حملہ ایک دم نہیں ہوتا۔ وہ آہستہ آہستہ حملہ کرتا ہے۔ کوئی چھوٹی سی برائی انسان کے دل میں ڈال کر یہ خیال پیدا کر دیتا ہے کہ اس چھوٹی سی برائی سے کیا فرق پڑتا ہے۔ یہ کون سا بڑا گناہ ہے۔ پھر یہ چھوٹی چھوٹی برائیاں بڑے گناہوں کی تحریک کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ ضروری نہیں کہ ڈاکہ اور قتل ہی بڑے گناہ ہیں۔ کوئی بھی برائی جب معاشرے کا امن و سکون برباد کرے تو وہ بڑی برائی بن جاتی ہے۔ انسان کو یہ احساس مٹ جاتا ہے کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر پاک ہونا ہے، اگر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے تو جہاں مستقل مزاجی سے برائیوں سے بچنے کی کوشش کرتے ہوئے شیطان کے قدموں پر چلنے سے بچنا ہے وہاں مستقل مزاجی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آکر پاک ہونے کی کوشش کرنا بھی ضروری ہے اور مستقل اور ہر لحہ اللہ تعالیٰ کو پکارنے اور اس سے مدد مانگنا بھی ضروری ہے۔ اس کے بغیر انسان شیطان کے حملوں سے بچ نہیں سکتا۔''

(خطبہ جمعہ 11 مارچ 2016ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل یکم اپریل 2016ء صفحہ 6)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

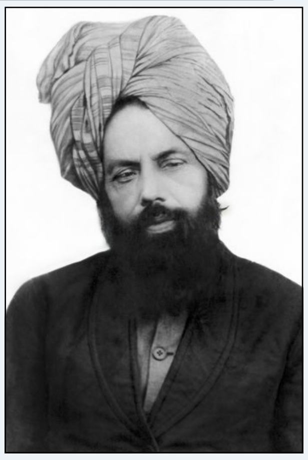

جب کوئی مصائب میں گرفتار ہوتا ہے تو قصور آخر بندے کا ہی ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا تو قصور نہیں۔ بعض لوگ بظاہر بہت نیک معلوم ہوتے ہیں اور انسان تعجب کرتا ہے کہ اس پر کوئی تکلیف کیوں وارد ہوئی یا کسی نیکی کے حصول سے یہ کیوں محروم رہا لیکن دراصل اس کے مخفی گناہ ہوتے ہیں جنہوں نے اس کی حالت یہاں تک پہنچائی ہوئی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ چونکہ بہت معاف کرتا ہے اور درگذر فرماتا ہے اس واسطے انسان کے مخفی گناہوں کا کسی کو پتا نہیں لگتا۔ مگر مخفی گناہ دراصل ظاہر کے گناہوں سے بدتر ہوتے ہیں۔ گناہوں کا حال بھی بیماریوں کی طرح ہے۔ بعض موٹی بیماریاں ہیں ہر ایک شخص دیکھ لیتا ہے کہ فلاں بیمار ہے۔ مگر بعض ایسی مخفی بیماریاں ہیں کہ بسا اوقات مریض کو بھی معلوم نہیں ہوتا کہ مجھے کوئی خطرہ دامن گیر ہو رہا ہے۔ ایسا ہی تپ دق ہے کہ ابتدا میں اس کا پتہ بعض دفعہ طبیب کو بھی نہیں لگ سکتا یہاں تک کہ بیماری خوفناک صورت اختیار کرتی ہے۔ ایسا ہی انسان کے اندرونی گناہ ہیں جو رفتہ رفتہ اسے ہلاکت تک پہنچا دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے رحم کرے۔ قرآن شریف میں آیا ہے قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰىہَا (الشمس: 10) اس نے نجات پائی جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا۔ لیکن تزکیہ نفس بھی ایک موت ہے۔ جب تک کہ کُل اخلاق رذیلہ کو ترک نہ کیا جاوے تزکیۂ نفس کہاں حاصل ہو سکتا ہے۔ ہر ایک شخص میں کسی نہ کسی شر کا مادہ ہوتا ہے وہ اس کا شیطان ہوتا ہے۔ جب تک کہ اس کو قتل نہ کرے کام نہیں بن سکتا۔

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 280-281 ایڈیشن 1984ء)

اس شمارہ میں

نعت رسول مقبولؐ (منظوم)
الفضل کے حوالے سے ماہ نومبر میں موصول ہونے والی قارئین کی آراء و تبصرے
گولڈ کوسٹ گھانا کی سب سے پہلی احمدیہ مسجد
سیرالیون کے پہلے نماز سنٹر سے پہلی مسجد کے قیام تک
گیمبیا میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد
کیمرون جماعت کی پہلی مسجد
برکینا فاسو کی ابتدائی مساجد
مسجد اقصیٰ، آئیوری کوسٹ (پہلی احمدیہ مسجد آئیوری کوسٹ)
گنی کناکری میں تعمیر ہونے والی جماعت احمدیہ مسلمہ کی پہلی مسجد
ملک نائیجر میں تعمیر ہونے والی پہلی احمدیہ مسجد کا مختصر تعارف
مالی میں پہلی احمدیہ مسجد کی تعمیر
سینیگال میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد کی نسبت معلومات
بینن میں پہلی مسجد کی تعمیر
بیت المجیب منروویا، لائبیریا میں پہلی مسجد کا قیام
ملک چاڈ میں جماعتِ احمدیہ کی پہلی مسجد

دربارِ خلافت

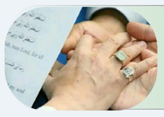

اسلام میں مالی قربانی کی مثالیں صرف مردوں تک ہی محدود نہیں۔ عورتیں بھی مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اسلام میں مالی قربانی کی مثالیں صرف مردوں تک ہی محدود نہیں ہیں۔ بلکہ اس پیاری تعلیم اور جذبہ ایمان کی وجہ سے عورتیں بھی مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی رہی ہیں اور لیتی ہیں اور اپنا زیور اتار اتار کر پھینکتی رہی ہیں اور آج پہلوں سے ملنی والی جماعت میں یہی نمونے ہمیں نظر آتے ہیں اور عورتیں اپنے زیور آ آکر پیش کرتی ہیں۔ عموماً عورت جو شوق سے زیور بنواتی ہے اس کو چھوڑنا مشکل ہوتا ہے لیکن احمدی عورت کا یہ ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ یہی ہے کہ اپنی پسندیدہ چیز پیش کی جائے۔

گزشتہ دنوں میں جب انگلستان کی مساجد اور پھر تحریک جدید کے بزرگوں کے پرانے کھاتے کھولنے کی میں نے تحریک کی تھی تو احمدی خواتین نے بھی اپنے زیور پیش کئے اور بعض بڑے بڑے قیمتی سیٹ پیش کئے کہ یہ ہمارے زیوروں میں سے بہترین ہیں۔ تو یہ ہے احمدی کا اخلاص۔ اس حکم پر عمل کر رہے ہیں کہ لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ (آل عمران:93) جو سب سے پسندیدہ چیزیں ہیں وہ ہی پیش کی جا رہی ہیں۔ تو مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کا بھی یہی ایمان ہے۔ ان باتوں کو دیکھ کر کون کہہ سکتا ہے کہ جماعت میں اخلاص کی کمی ہے۔ ہاں یاددہانی کی ضرورت پڑتی ہے اور وہ کرواتے رہنا چاہیئے۔ اس کا حکم بھی ہے۔

تو وقف جدید کے ضمن میں احمدی ماؤں سے مَیں یہ کہتا ہوں کہ آپ لوگوں میں یہ قربانی کی عادت اس طرح بڑھ بڑھ کر اپنے زیور پیش کرنا آپ کے بڑوں کی نیک تربیت کی وجہ سے ہے اور سوائے استثناء کے اِلّاماشاء اللہ، جن گھروں میں مالی قربانی کا ذکر اور عادت ہو ان کے بچے بھی عموماً قربانیوں میں آگے بڑھنے والے ہوتے ہیں۔ اس لئے احمدی مائیں اپنے بچوں کو چندے کی عادت ڈالنے کے لئے وقف جدید میں شامل کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے پاکستان میں بچوں کے ذمہ وقف جدید کیا تھا اور اُس وقت سے وہاں بچے خاص شوق کے ساتھ یہ چندہ دیتے ہیں۔ اگر باقی دنیا کے ممالک بھی اطفال الاحمدیہ اور ناصرات الاحمدیہ کو خاص طورپر اس طرف متوجہ کریں تو شامل ہونے والوں کی تعداد کے ساتھ ساتھ چندے میں بھی اضافہ ہو گا اور سب سے بڑا مقصد جو قربانی کا جذبہ دل میں پیدا کرنا ہے وہ حاصل ہو گا۔ ان شاء اللہ۔ اگر مائیں اور ذیلی تنظیمیں مل کر کوشش کریں اور صحیح طریق پر کوشش ہو تو اس تعداد میں آسانی سے (جو موجودہ تعداد ہے) دنیا میں 6لاکھ کا اضافہ ہو سکتا ہے، بغیر کسی دقت کے اور یہ تعداد آسانی سے 10لاکھ تک پہنچائی جا سکتی ہے۔ کیونکہ موجودہ تعداد 4لاکھ کے قریب ہے جیسا کہ مَیں آگے بیان کروں گا۔

عورتیں یاد رکھیں کہ جس طرح مرد کی کمائی سے عورت جو صدقہ دیتی ہے اس میں مرد کو بھی ثواب میں حصہ مل جاتا ہے تو آپ کے بچوں کی اس قربانی میں شمولیت کا آپ کو بھی ثواب ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نیتوں کو جانتا ہے اور ان کا اجر دیتا ہے اور جب بچوں کو عادت پڑ جائے گی تو پھر یہ مستقل چندہ دینے والے بچے ہوں گے اور زندگی کے بعد بھی یہ چندہ دینے کی عادت قائم رہے گی تو یہ ماں باپ کے لئے ایک صدقہ جاریہ ہو گا۔ جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نصائح پر عمل کرنے کے نمونے، قربانیوں میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کے نمونے، ہمیں آخرین کی اس جماعت میں بھی ملتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے قائم کئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ نے جو قربانیوں کے نمونے قائم کئے ہیں ان کے نظارے بھی عجیب ہیں۔ آج بھی ہمیں جو قربانیوں کے نظارے نظر آتے ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا کہ بڑوں کی تربیت کا اثر ہوتا ہے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کی اپنی اولاد کی تربیت اور ان کے لئے دعاؤں کا نتیجہ ہے اور سب سے بڑھ کر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی جماعت کے لئے دعاؤں کی وجہ سے ہے۔ جس درد سے آپؑ نے اپنی جماعت کی تربیت کرنے کی کوشش کی ہے جن کا ذکر حضور علیہ السلام کی تحریرات میں مختلف جگہ پر ملتا ہے اور جس تڑپ کے ساتھ آپؑ نے اپنی جماعت کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کے لئے دعائیں کی ہیں، تقویٰ کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کے لئے دعائیں کی ہیں۔ یہ وہی پھل ہیں جو ہم کھا رہے ہیں۔ مردہ درخت انہیں دعاؤں کے طفیل ہرے ہو رہے ہیں جن میں بزرگوں کی اولادیں بھی شامل ہیں اور نئے آنے والے بھی شامل ہیں۔ ایک دور دراز علاقے کا آدمی جو عیسائیت سے اسلام قبول کرتا ہے اور پھر قربانیوں میں اس قدر بڑھ جاتا ہے کہ مَیں ہر وقت قربانی کرتا رہوں اور اگر بس چلے تو کسی کو آگے آنے ہی نہ دوں۔ تو یہ سب کچھ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوت قدسی اور دعاؤں کا ہی نتیجہ ہے۔ آپؑ کے زمانے میں یہ قربانیوں کے معیار قائم ہوئے جن کی آگے جاگ لگتی چلی جا رہی ہے۔ اس لئے اگر یہ معیار قائم کرنے ہیں تو اس زمانے کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والوں، اپنے اندر اس قوت قدسی سے پاک تبدیلی پیدا کرنے والوں کے بھی جو ذکر ہیں ان کا ذکر چلتا رہنا چاہیئے تاکہ ان بزرگوں کے لئے بھی دعا کی تحریک ہو اور ہمیں بھی یہ احساس رہے کہ یہ پاک نمونے نہ صرف اپنے اندر قائم رکھنے ہیں، بلکہ اپنی نسلوں کے اندر بھی پیدا کرنے ہیں۔

(خطبہ جمعہ 7 جنوری 2005ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

نعت رسول مقبولؐ

ترے کوچے میں آنا چاہتا ہوں
ترا در کھٹکھٹانا چاہتا ہوں

اجازت ہو تو تنہائی میں تجھ کو
میں حالِ دل سنانا چاہتا ہوں

میں عاشق ہوں فقط تیرا ہی آقا!
ترا دیدار پانا چاہتا ہوں

مری آنکھیں ترے جلوے کو دیکھیں
میں اِن کو آزمانا چاہتا ہوں

میں آنسو ہوں، تری فرقت کا آنسو
میں بہنے کا بہانہ چاہتا ہوں

عطا کر دے مجھے اپنی محبت
یہ نسخہ آزمانا چاہتا ہوں

تُو صادق ہے، امیں ہے اور حسیں ہے
تجھے دل میں بسانا چاہتا ہوں

یہ عرشِ دل فقط تیرا ہے آقا!
تجھے اس پر بٹھانا چاہتا ہوں

میں تیرے رنگ میں رنگین ہو کر
دوئی کو بھول جانا چاہتا ہوں

تو میرا ہے، تو میرا ہے، میں تیرا
میں سب کو یہ بتانا چاہتا ہوں

آصف محمود ڈار

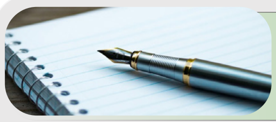

اداریہ

الفضل کے حوالے سے ماہ نومبر میں قارئین کی آراء و تبصرے

قسط نمبر 12

• **علم و عرفان کا بحر قلزم**

الفضل آن لائن لندن پر تبصرہ کرنا ایسا ہی ہے کہ علمی دریا میں بہتی ناؤ سے اگر ایک جگ روحانی سیرابی کی خاطر لے لیا جائے تو دریا کی حیثیت پر کیا اثر پڑے گا مگر اس سے سیراب ہونے والے کو نئی حیات نصیب ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس علمی دریا کو روانی کے ساتھ بہنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس دریا کے پانی سے روحانی کھیت ہمیشہ سیراب ہوں اور عوام الناس کو صحت مند روحانی کھیتی میسر ہو۔(آمین) اس دسترخوان پر جو میوے موجود ہیں ان سے لطف اندوز ہونے کے بعد وہ میوے خدا کرے ہمارے لئے جنت کے میوے بن جائیں۔(آمین) پیارے حضور انور کے بیرونی دورہ جات کی مفصل رپورٹنگ اور اس کے اثرات دوستوں کی زبانی سُننے یا الفضل میں پڑھنے کو ملتے ہیں الحمدللہ۔ دیگر مضامین، منظوم کلام، فقہی مسائل اور ان کا حل ہمارے علم میں اضافے کا موجب ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا پاک کلام، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد، حضرت سلطان القلم کے فرمودات اور امام وقت کا فرمان پڑھنے سے دل میں ایمانی قوت اور مضبوطی پیدا ہونے کے ساتھ ساتھ نیکی میں آگے بڑھنے کی توفیق ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کے اس اہم آرگن کو مزید ترقیات سے نوازے۔آمین

ایک اور مکتوب میں لکھتے ہیں:۔

خاکسار روزنامہ الفضل کی تحریرات پر مختلف آراء دیکھتا ہے۔ بلاشبہ اس میں لکھنے والے علم کا بیش بہا خزانہ لئے ہوئے ہیں۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں یہ روزنامہ بہترین خدمت دینیہ بجالا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے مزید ترقیات سے نوازے۔(آمین) حضور انور کے دورۂ امریکہ کی اقساط پڑھ کر دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے بھر جاتا ہے۔ لکھنے والے کمال کا لکھتے ہیں اور خاکسار پڑھ کر سوچتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نہایت قابل ذہن لکھاری جماعت کو عطا کئے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کی تحریروں سے ہم سب کو فیض پہنچاتا رہے۔ آمین

(اے آر بھٹی۔میلبورن، آسٹریلیا)

• **میوہ ہائے دین**

مؤرخہ 27 اکتوبر 2022ء کو شائع ہونے والا مضمون جو مکرمہ منصورہ فضل من آف قادیان کے شعر کے مصرع پہ تھا اگر میں یہ کہوں تو بے جا نہ ہوگا کہ محترمہ منصورہ نے میرے منہ کی بات بیان کردی۔ میں یہ اس لئے نہیں کہہ رہا کہ انہوں نے بڑی جرأت کی اور بڑا سچ بیان کیا۔ بلکہ دین کے میوے کے طور پر بیان کرکے ایک بات سمجھائی کہ کھانے کی طرح جلدی جلدی کرنے کی بات نہیں، یہ سمجھ سمجھ کر مزہ لے لے کر سمجھنے اور بیان کرنے کی بات ہے۔ سچ ہے کہ دنیائے ادب کا ایک بڑا طبقہ اخبار الفضل کا شدت سے انتظار کرتا اور تسکین روح پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس روحانی و علمی مائدہ سے بھرپور استفادہ کی توفیق دے۔(آمین)

(ڈاکٹر نصیر احمد طاہر۔ ساوتھ ویلز یوکے)

• **بہترین اداریہ**

مؤرخہ 20 اکتوبر کے شمارے میں اداریہ بعنوان ”ایک انگریزی محاورے پر طبع آزمائی“ پڑھا۔ واقعی ہماری زندگی ہماری اپنی لکھی تحریر ہے اس میں تصحیح یا توسیع کر کے ہی ہم خود کو بہتر کرتے ہیں۔ اچھا تحریر کریں گے تو آخرت میں بھی داد ملے گی اور ہمارے بعد آنے والے بھی شوق اور عقیدت سے پڑھیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے۔ آمین

(عائشہ چوہدری۔جرمنی)

• **پرانی یادیں تازہ ہو گئیں**

مؤرخہ 5 نومبر 2022ء کے شمارے میں ذیشان محمود صاحب کا مضمون ”ایک گمنام استانی بشریٰ داؤد مرحومہ“ پڑھا تو پرانی یادیں تازہ ہو گئیں۔ بشریٰ باجی ہماری کراچی جماعت کی شہزادی تھیں۔ جب بھی وہاں کا چکر لگے ان کی قبر پر دعا کی توفیق ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ الفضل کو بہت ترقیات عطا فرمائے اور آپ سب کو جزائے خیر دے۔ آمین

(عظمیٰ مومن)

• **علمی مائدے کا دسترخوان**

خدا تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کہ تعلیم اور دعا کے موضوع پر کتاب یا رسالہ لکھا جائے کو پورا کرنے کی سعادت ادارہ الفضل آن لائن کو نصیب ہوئی ہے، اَلْحَمْدُلِلّٰہِ۔ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائے اور اس عظیم کام میں تعاون کرنے والے تمام افراد کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے اور تمام قارئین کو اس علمی اور روحانی مائدہ سے بھرپور استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

ایک اور مکتوب میں لکھتی ہیں:۔

بہت عمدہ مضمون ہے۔ پہلے ہماری شاعرہ مکرمہ منصورہ فضل من نے اتنا عمدہ کلام لکھ کر کمال کیا ہے پھر آپ نے اس کی وضاحت کر کے اس مصرعے کو مزید چار چاند لگا دئے ہیں ماشاءاللہ۔ مضمون سے متعلقہ تصویر کا چناؤ بھی مضمون کی اہمیت اور حسن کو مزید بڑھا دیتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ

نعمتیں چن دی گئیں ہیں اس کے ہر قرطاس پر
میوہ ہائے دین کا الفضل، دسترخواں ہے

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان نعمتوں کو ہمیشہ جاری رکھے اور ہمیں ان سے بھرپور استفادہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان نعمتوں کو چننے والوں کو بھی بہترین جزاء عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

(امۃ الشافی رومی۔ قادیان)

• **محفل لوٹ لی**

حضرت اقدسؑ کا برمحل اقتباس مضمون کو رفعت عطا کر دیتا ہے۔ جیسے شاعر اچھی غزل سنا کے مشاعرہ لوٹ لیتے ہیں۔ آپ کسی خیال پر گرہ لگا کر محفل لوٹ لیتے ہیں۔ بارک اللہ

(امۃ الباری ناصر۔ امریکہ)

• **روحانی وٹامن سے بھرپور**

ماشاءاللہ! مؤرخہ 27 اکتوبر 2022ء کو شائع ہونے والا اداریہ بہت ہی منفرد اور روحانی وٹامن سے بھرپور تھا۔

(نصرت قدسیہ۔ فرانس)

• **بہترین انداز بیان**

بہت احسن طریق سے یہ مضمون لکھا اور سمجھایا گیا۔ جزاك اللہ احسن الجزاء

”میوہ ہائے دین کے دستر خوان کا لطف اٹھا رہی ہوں“ میں الفضل کو ارشاد باری تعالیٰ سے شروع کر کے چھوٹی سی بات تک ختم کرتی ہوں اس لئے وقت درکار ہوتا ہے۔ اللہ آپ کو ڈھیروں ڈھیروں جزائے خیر عطا فرمائے ہمیں بھی پڑھنے لکھنے والوں میں شامل کر لیا۔

(صادقہ مرزا۔ آٹوا کینیڈا)

• **کمال کا سانچہ**

مؤرخہ 15/نومبر 2022ء کے شمارے کا تفصیلی مطالعہ کیا۔ الحمدللہ! ذرا بھی بوریت یا تھکاوٹ کا احساس نہیں ہوا۔ روحانی سانچہ تو آپ نے کمال کا بنایا ہے ہر بات سانچے کی مناسبت سے اس میں فٹ کردی ہے ماشاءاللہ۔ وقف زندگی کا مضمون بھی بہترین ہے۔ پھر Historic Past and Dynamic Future والا اداریہ بھی بہت شاندار لکھا ہے۔ سید شمشاد ناصر صاحب کے مضامین بھی بہت دلچسپ ہوتے ہیں۔ تفسیر کبیر پر جو مضمون آ رہا ہے وہ بھی بہت اچھا سلسلہ ہے۔ کل کے اخبار میں ایک چھوٹا سا مضمون گوجرہ کے مفتی صاحب والا بھی بہت دلچسپ تھا۔

(سعدیہ طارق۔ امریکہ)

• **روحانی فلائٹ کا لطف**

مؤرخہ 12/نومبر 2022ء کو خلافتِ احمدیہ کی ہفتہ وار روحانی فلائٹ نے تو ایسی روحانی سیر کروا دی جس کا تصور بھی نہیں کیا تھا۔ پیارے حضور ایدہ اللہ کا مسجد میں آنا اور پھر سب کو اپنے ساتھ اس روحانی فلائٹ کے مختلف روحانی نظارے کروانا ایسے ہی لگ رہا تھا کہ کسی اور ہی فضا میں ہیں۔ جہاں اللہ ہی اللہ ہے۔ اتنا قریب کہ بے اختیار سبحان اللہ منہ سے نکل جائے۔ دعا ہے کہ ہم بھی روحانی ماحول سے خوب استفادہ کرنے والے ہوں۔ آمین ثم آمین

(صادقہ چوہدری۔ کینیڈا)

• **حسرت بھری لذت کا باعث**

مؤرخہ 11/نومبر کے شمارے میں شائع ہونے والے تمام تاثرات نے دل کو حسرت بھری لذت دی۔ خوش نصیب ہیں وہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کی صداقت کو براہ راست دیکھ رہے ہیں اور حسرت اس بات کی ہے کہ کاش! ہم بھی زائن میں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ الفضل اور ایم ٹی اے کو سلامت رکھے۔ آمین

(نبیلہ رفیق۔ ناروے)

• **بہترین لٹریچر کی اشاعت**

میں نے روزنامہ الفضل آن لائن کے زیر اہتمام شائع ہونے والی کتب کو محفوظ کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کاوشوں کی اشاعت پر آپ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ یہ کتب جماعت کے لٹریچر میں بہترین اضافہ ہیں۔

(آر آر قریشی)

• **عمدہ مماثلت**

مؤرخہ 27 اکتوبر 2022ء کو شائع ہونے والا مضمون بعنوان ”میوہ ہائے دین کا الفضل دسترخوان ہے“ مکرمہ منصورہ فضل من کے شعر کی بہت شاندار اور جامع تشریح ہے۔ نہایت لطیف پیرائے میں مادی دسترخوان کی الفضل کے روحانی دسترخوان سے مماثلت قائم کی گئی ہے کہ ہر سطر کو پڑھتے ہوئے دل داد تحسین دیتا رہا۔

(ثمرہ خالد۔ جرمنی)

(ابو سعید)

احمد طاہر مرزا۔ نمائندہ الفضل آن لائن گھانا

گولڈکوسٹ، گھانا کی سب سے پہلی احمدیہ مسجد

سابقہ برٹش کالونی گولڈ کوسٹ اور موجودہ گھانا میں احمدیت کا آغاز یکم مارچ 1921ء میں ہوا جب مارچ کے پہلے ہفتہ میں ہی انفرادی بیعتوں کا سلسلہ سالٹ پانڈ، سینٹرل ریجن گھانا میں مغربی افریقہ کے پہلے مبلغ حضرت مولانا عبد الرحیم نیرؓ کے ذریعہ شروع ہوگیا۔ حتی کہ 18 مارچ 1921ء کو چیف مہدی آپاہ کی بستی ایکفی ایکرافو Ekumfi Ekrawfo میں ایک بڑے جلسہ جو چیف مہدی آپاہ کے گھر کے سامنے کھلے میدان میں منعقد ہوا تھا۔ 4000فینٹی قبیلہ کے ایک گروہ جن کے سربراہ، مہدی آپاہ تھے وصال (19اکتوبر 1925ء) کی سربراہی میں بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔

1896ء میں فانٹی قوم نے دیگر لوگوں کے ساتھ مل کر ایکرافو میں ایک ابتدائی مسجد تعمیر کروائی جو مسجد و مکتب کیلئے استعمال کی جاتی تھی۔اور چند ایک توسیع کے بعد آج سو سال گزرنے کے بعدیہ ایک خوبصورت مسجد کی شکل میں ہے اور جماعت احمدیہ گھانا کی ملکیت ہے جس کا ذکر کئی دیگر مؤرخین بھی کرتے ہیں۔چنانچہ مسٹر نوئیل سمتھ (Mr. Noel Smith) جنہوں نے گھانا کے عیسائی سکولوں میں استاد کی حیثیت سے کام کیا ایک کتاب لکھی جس میں لکھتے ہیں:

"ابوبکر نامی ایک نائیجیرین مبلّغ اسلام کی تبلیغی مساعی کے ذریعہ فانٹی کے دو میتھوڈسٹ عیسائیوں بنیامین سام اور مہدی آپاہ کے مسلمان ہونے کے بعد جماعت احمدیہ نے جو تبلیغی جہاد کی علمبردار ہے وہاں اپنے پاؤں جمانے میں کامیابی حاصل کی۔ سام(بنیامین سام) اور آپاہ (چیف مہدی آپاہ) نے کیپ کوسٹ سے بارہ میل دور ڈنکو آرڈو پر ایکرافو کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا۔ وہاں سے انہوں نے اسلام کے حق میں اپنی تبلیغی مہم کا آغاز کرنے کے علاوہ ایک سکول بھی کھولا۔ 1920ء میں حکومت نے اس سکول کے لئے ایک تربیت یافتہ استاد (عیسائی پادری)فراہم کیا۔ 1921ء میں فانٹی مسلمانوں نے ایک ہندوستانی احمدی مبلغ کو مدعو کیا کہ وہ سالٹ پانڈ میں تبلیغ و اشاعتِ اسلام کا کام کرے۔ اس احمدی مبلّغ کی مساعی اس قدر بارآور ثابت ہوئیں کہ ان سے متاثر ہو کر چند سال کے اندر اندر قریباً تمام فانٹی مسلمان جماعت احمدیہ میں داخل ہو گئے۔"

گویا یوں جماعت احمدیہ گولڈکوسٹ کو ایک بنی بنائی مسجد مل گئی جو گھانا میں سلسلہ احمدیہ کی پہلی مسجد کہلائی۔

ایکفی ایکرافو، سینٹرل ریجن گھانا میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد

فانٹی علاقہ میں اشاعت اسلام کے بعض ابتدائی ماخذ کے مطابق ابتدائی مسجد و مدرسہ کا قیام جولائی 1896ء میں عمل میں آیا۔جس کی تعمیر میں گورنمنٹ گولڈ کوسٹ کا تعاون بھی شامل رہا۔اس مسجد کا ڈزائن بھی اس نوعیت کا ہے معلوم ہوتا ہے کہ بنیامین سام صاحب مرحوم کی اس کی تعمیر میں دلچسپی رہی کیونکہ قبول اسلام سے قبل وہ ایک میتھوڈسٹ پادری تھے اور1914ء میں اسے مزید وسعت دی گئی۔ پھر 1929ء اور پھر 1942ء اس کی تعمیر نوکی گئی۔اور بالآخر 1952ء میں اس کی موجودہ صورت میں ایک خوبصورت مسجد کی تکمیل ہوگئی۔

ہمفری جے فشر Humphrey J. Fisher کے مطابق:

It is claimed that the school which was opened in July 1896, was the first Muslim school in the Gold Coast to have received government assistance.

اسی طرح "Ahmadiyya Movement in Ghana" کے مصنف نے ذکر کیا ہے کہ اس ابتدائی مسجد و مکتب کی تعمیر میں جناب مومن سام صاحب(بنیامین سام صاحب) اور چیف مہدی آپاہ مرحوم ہر دو شخصیات کی ذاتی دلچسپی شامل حال رہی۔

چنانچہ احمدیہ مسجد ایکرافو بعد میں 1929ء میں اسے بوجہ بوسیدہ ہونے کے باعث گھانا کے دوسرے مبلغ سلسلہ حضرت مولانا حکیم فضل الرحمن صاحبؓ نے نیا سنگ بنیاد رکھ کر اسے تعمیر کروایا۔ تاہم گھانا میں1929ء میں کئی ایک مقامات پر نئی مساجد تعمیر ہوئیں جن کے افتتاح کی سعادت اس وقت کے مبلغ حضرت مولانا حکیم فضل الرحمن صاحبؓ کو نصیب ہوئی۔ چنانچہ ایکرافو میں اسی مقام پر ایک پختہ اور خوبصورت مسجد کا سنگ بنیاد مورخہ 22/فروری 1929ء کو حکیم فضل الرحمن صاحبؓ نے رکھا۔ اگرچہ آپ کو گولڈ کوسٹ میں 1929ء تک متعدد مساجد کے افتتاح کر چکے تھے مگر 22 فروری 1929ء کو آپ کو پہلی بار مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس تقریب کے بارہ میں مولانا موصوف نے لکھا:

موضع ایکرافول(ایکرافو) میں مسجد تو مدت سے قائم تھی مگر بوجہ پرانی ہونے کے بوسیدہ ہورہی تھی نیز وسعت طلب تھی لہٰذا احباب نے اُسے گرا کر نئے سرے سے نئی مسجد بنانے کا فیصلہ کیا اور اس کا سنگ بنیاد عاجز کے ہاتھوں رکھوایا جو بہت سے غیر مسلموں اور امیر قریہ (بت پرست) کی موجودگی میں رکھا گیا۔ رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ

1952ء:ایکرافو مسجد کی تعمیر نو و افتتاح از حضرت مولانا نذیر احمد مبشر

چنانچہ پھر 1952ء میں مقامی مخلص احمدیہ جماعت نے پانچ ہزار پونڈ کی لاگت سے ایک پختہ اور شاندار مسجد میں تبدیل کر دیا جس کا افتتاح مولانا نذیر احمد صاحب مبشر مبلغ انچارج نے 7 فروری 1952ء کو کیا۔ اس تقریب پر تین ہزار سے زیادہ نفوس جن میں چیفس اور پیراماؤنٹ چیفس بھی شامل تھے مدعو تھے۔ صدارت کے فرائض اکفی ریاست کے پیراماؤنٹ چیف نے ادا کئے۔ اس موقعہ پر احباب جماعت نے ساڑھے چار سو پاؤنڈ کے عطیات پیش کئے۔اس مسجد کی تعمیر پر 5000برطانوی پاؤنڈ قریباً پینتالیس ہزار پاکستانی روپیہ خرچ ہوا۔ اس مبارک تقریب کے موقع پر مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب نے تلاوت کی۔ چونکہ اس افتتاحی تقریب پر بکثرت عیسائی و غیراز جماعت بھی موجود تھے اس لئے مولانا نذیر احمد صاحب مبشر نے ڈیڑھ گھنٹے زیادہ مساجد کی اہمیت، صداقت رسول کریم ﷺ اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوعات پر تقریر کی اور لمبی دعا سے اس مسجد کا افتتاح کیا۔

ایکرافو میں خلفائے احمدیت کے دورہ جات

اس مسجد کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ جماعت احمدیہ کے تین خلفاء اس میں تشریف آوری فرما چکے ہیں۔ چنانچہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اگست 1980ء میں گھانا کے دورے پر تشریف لائے تو جب Accra اکرا کیلئے واپس روانہ ہوئے تو رستے میں حضورنے ایسارچر Essarkyir نامی قصبہ کے باہر ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول (جس کے اس وقت ہیڈماسٹر صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ تھے)کی نو تعمیر شدہ عمارت پر یادگاری تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دُعا کرائی۔اس کے بعد حضور چند میل کے فاصلہ پر ایکرافو EKRAWFO نامی قصبہ میں تشریف لے گئے۔ یہاں جماعت نے ایک بہت عالیشان مسجد تعمیر کی ہے۔ حضور نے مسجد سے کچھ فاصلہ پر قبرستان تشریف لے جاکر حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب نیّر کے ذریعہ قبُول حق کی سعادت حاصل کرنے والے سب سے قدیمی غانین احمدی محترم جناب الحاج مہدی آپاہ کی قبر پر دعا کی جو ایکرافو میں 1921ء میں جماعت میں شامل ہوئے تھے۔

اسی طرح فروری 1988ء کے دورۂ گھانا کے دوران جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ایکرافو بستی اور مسجد ایکرافو اور دیگر مقامات کا دورہ فرمایا تو حضورؒ ایکرافو میں قائم احمدیہ قبرستان میں بھی تشریف لے گئے جہاں چیف مہدی آپاہ مرحوم و دیگر ابتدائی مرحومین احمدیوں کی قبروں دعائے مغفرت کی۔

پھر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جب مارچ 2004ء میں گھانا کا 19 سال بعد پہلا دورہ فرمایا تو دورانِ دورہ 14مارچ کو جامعۃ المبشرین گھانا، چیف مہدی مرحوم کی بستی ایکرافو، مسجد احمدیہ اور احمدیہ قبرستان وغیرہ مقامات کا دورہ فرمایا اور چیف مہدی آپاہ مرحوم کی قبر پر دعا بھی کی۔

پھر چار سال بعد اپریل 2008ء کے گھانا کے دوسرے دورہ کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 21/اپریل 2008ء کو دوبارہ ایکرافو تشریف لے گئے ایکرافو مسجد دیکھنے کے علاوہ چیف مہدی آپاہ مرحوم اور دیگر گھانین احمدی مرحومین کی قبروں پر جا کر دعا کی۔

25 اکتوبر 2018ء کو، اطفال الاحمدیہ یوکے سے آئے ہوئے ایک وفد نے ایکرافو مسجد کا دورہ کیا جہاں انہوں نے چیف مہدی آپاہ کے نواسے احمد آفل سے ملاقات کی جن کی عمر اس وقت 80 سال سے زائدہے۔اطفال کے وفد کو انہوں نے اس علاقہ اور پہلے مبلغ حضرت مولانا عبدالرحیم نیر صاحب کی مختصر تاریخ بتائی جنہیں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے وہاں بھیجا تھا۔ اس وفد نے Ekrawfo قبرستان، اور دیگر مقامات کا بھی دورہ کیا۔

ایکرافو مسجد میں خدام و اطفال

ابتداء سے لیکر اب تک اس تاریخی مسجد کی دنیا کے کئی ممالک کے سینکڑوں لوگ زیارت کر چکے ہیں۔ اپریل 2018ء اور پھر اگست 2021ء کو اس خاکسار راقم الحروف کو بھی ایکرافو اور اس کی تاریخی مسجد و دیگر مقامات کی زیارت کی سعادت حاصل ہوئی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک

ذیشان محمود۔ سیرالیون

سیرالیون کے پہلے نماز سینٹر سے پہلی مسجد کے قیام تک

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی دعا سے معجزانہ شفا کا نشان اور پہلی مسجد کا قیام

الفضل آن لائن لندن کی دنیا بھر کے ممالک میں پہلی پہلی مساجد کے قیام کی کاوش کے سلسلہ میں خاکسار کو سیرالیون کی پہلی مسجد کے تعارف سے متعلق لکھنے کا کہا گیا۔ اس سلسلہ میں یہاں شعبہ تاریخ اور مولانا سعید الرحمٰن صاحب مشنری انچارج سیرالیون اور دیگر مبلغین کی آراء لی گئیں۔ پہلا نماز سینٹر، پہلی بنی بنائی مسجد کا ملنا اور پہلی باقاعدہ مسجد کی تعمیر میں مختلف آراء تھیں۔ تاہم اس مضمون میں روزنامہ الفضل قادیان میں شائع شدہ حضرت مولانا نذیر احمد علی صاحب کی رپورٹس، کتاب روح پرور یادیں، تابعین اصحابِ احمدیت جلد چہارم کی مدد سے سیرالیون کی پہلی مسجد کے تعیین کی کوشش کی گئی ہے۔

سیرالیون میں حضرت مسیح موعودؑ کا پیغام 1915ء میں پہنچا اور 1916ء میں پہلی بیعت بذریعہ خط ہوئی۔ اس کے بعد فروری 1921ء میں حضرت مولانا عبد الرحیم نیر صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام نے گولڈ کوسٹ جاتے ہوئے یہاں چند روز قیام فرمایا۔ مسٹر خیر الدین صاحب کی پہلی دستی بیعت بھی ہوگئی۔ آپ نے یہاں کے احمدیوں کی تعلیم و تربیت کے لئے متعدد منصوبے بنائے۔ 1922ء ایک لوکل مشنری تیار کر کے بھجوایا۔ مولانا حکیم فضل الرحمٰن صاحب مبلغ گولڈ کوسٹ نے بھی راستے میں یہاں کچھ دیر قیام کیا اور کل تین دورے بھی کئے۔ بعد ازاں بعض مرکزی مبلغین یہاں دورہ پر تشریف لاتے رہے۔ لیکن 1937ء میں حضرت مولانا نذیر احمد علی صاحب بطور پہلے مرکزی مبلغ تشریف لائے اور یہاں جماعت کے باقاعدہ قیام کی کوشش کی۔ احمدیوں کے نائجیریا چلے جانے یا دیگر وجوہ کے باعث آپ کو صرف دو احمدی ملے۔ ان کا پہلا سال جماعت غیر مبائعین کے ازالہ میں صرف ہوگیا۔ انہوں نے فری ٹاؤن، پورٹ لوکو، بنتی، مانگے بورے اور پھر روکوپر میں تبلیغی مساعی کی۔ ہر جگہ چند سعید روحیں اسلام احمدیت میں شامل ہوئیں۔

پہلا باقاعدہ نماز سینٹر۔ فری ٹاؤن

رپورٹ سال 39-1938ء میں مولانا موصوف تحریر فرماتے ہیں کہ اب فری ٹاؤن میں گیارہ احباب جو نمازوں اور ہفتہ واری جلسوں کے لئے ایک احمدی کے مکان پر جمع ہوتے ہیں اور عموماً باقاعدگی سے چندہ دیتے ہیں۔

(بحوالہ تابعین اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ 66)

روکوپر میں نماز سینٹر

روکوپر میں ایک نہایت مخلص احمدی بھائی الفاسیدو کمارا تھے جو اپنی خاندانی وجاہت اور اپنی شرافت و بیداری کی وجہ سے اس علاقہ میں بڑے اثر و رسوخ کے مالک تھے۔ ابتدائی مبلغین اسلام کے لئے وہ گویا فرشتہ رحمت تھے کیونکہ انہیں تبلیغ اسلام و احمدیت کا جنون کی حد تک شوق تھا۔ نیز وہ مبلغین کے ذاتی آرام و آسائش اور ضروریات کا بڑے اہتمام سے خیال رکھتے تھے۔ روکوپر میں مسجد اور سکول بننے سے پہلے ان کا ایک بہت بڑا ذاتی مکان سالہا سال تک ہم اپنی رہائش اور نماز باجماعت کے لئے استعمال کرتے رہے مسجد کے لئے زمین بھی اسی نے محض عطیہ کے طور پر دی تھی۔ گو بعد میں ہم بوجوہ اس قطعہ زمین پر مسجد تعمیر نہ کر سکے۔

(روح پرور یادیں از مولانا محمد صدیق امرتسری صفحہ 210)

1943-1944ء کی سالانہ رپورٹ میں حضرت مولانا نذیر احمد علی صاحب لکھتے ہیں کہ مقامی جماعت کو چھ ماہ کے اندر تعمیر مسجد کی تاکید کی ہے۔کیونکہ موجودہ مسجد احمدیوں اور غیر احمدیوں میں مشترک ہے اور ہمیشہ جھگڑے کا خطرہ رہتا ہے۔ ایک احمدی الفاجی نے دو پونڈ اورایک یورپین تاجر نے نصف پونڈ کی رقم دی۔ ایک متمول تاجر نے ایک پونڈ چندہ دیا۔ پانچ سال کی تبلیغ کے بعد اس نے بیعت کا ارادہ کیا ہے۔

(تابعین اصحاب احمد صفحہ 128-129)

ان مذکورہ بالا رپورٹس سے معلوم ہوتا ہے کہ روکوپر میں نماز سینٹر کا قیام تو ہوا لیکن 1944ء تک یہاں باقاعدہ مسجد کی تعمیر نہ ہوسکی تھی۔ اس عرصہ میں باؤماہوں میں ایک بنی بنائی مسجد کے ملنے کا ذکر ملتا ہے۔

باؤماہوں میں پہلی بنی بنائی مسجد کا ملنا

روکوپر میں جماعت کے قیام کے بعد حضرت مولانا نذیر احمد علی صاحب ایک شامی تاجر مکرم سید حسن محمد ابراہیم صاحب کی دعوت پر جنوبی صوبہ میں تشریف لے گئے۔ Bo میں اتنی کامیابی نہیں ملی لیکن اسی دورہ میں آپ کی کوشش سے باؤماہوں Baomahun سیرالیون میں جماعت احمدیہ کا ایک اہم ترین مرکز بن گیا۔

یہ گاؤں بو سے 38 میل دور ریاست لونیا Lunya چیفڈم میں واقع ہے۔ جس کا صدر مقام مونگری Mongere ہے۔ یہ گاؤں ان دنوں سونے کی کھدائی کا مرکز تھا۔ گاؤں اگرچہ چھوٹا سا تھا مگر اس بنا پر ان دنوں اس میں خوب چہل پہل تھی۔

پاسافاقولا Pa Sampha Tula کی زبانی درج ہے وہ بیان کرتے ہیں:

”میں نے ایک دن خواب میں دیکھا کہ میں باؤماہوں کی مسجد کے اردگرد سے گھاس اکھیڑ رہا ہوں کچھ دیر بعد ستانے کے لئے میں مسجد کے قریب ہی کھڑا ہوگیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ سفید رنگ کا ایک اجنبی دوست ہاتھ میں قرآن مجید اور بائبل پکڑے ہوئے میری طرف آرہا ہے انہوں نے میرے قریب آکر مجھ سے پوچھا کہ اس مسجد کا امام کون ہے میں اس سے ملنا چاہتا ہوں اس پر میں امام کو بلانے کیلئے چلا گیا جس کا نام الفا Alphal تھا۔ واپس پہنچ کر ہم یہ کچھ کر حیران ہو گئے کہ مسجد کے باہر ایک سایہ دار کھٹر کی تیار ہوچکی ہے اور وہ اجنبی شخص امام کی جگہ محراب میں کھڑا ہے اور ہمیں کہہ رہا ہے کہ سایہ دار جگہ میں بیٹھ کر قرآن سنائیں پھر چند منٹ بعد پھر وہ ہمارے پاس آیا اور ہمیں کہا کہ میں آپ کو صحیح طریق پر نماز سے آگاہ کرنے آیا ہوں اس پر میری آنکھ کھل گئی اور صبح ہوتے ہی میں نے اس کا ذکر مسلمان دوستوں سے کیا۔ اس واقعہ کے ایک ہفتہ بعد میری یہ خواب ہو بہو اس وقت پوری ہوئی جب میں مسجد کا اردگرد صاف کرنے کے بعد فی الحقیقت ستانے کے لئے کھڑا ہوا تو میں نے مولوی نذیر احمد علی صاحب کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا انہوں نے السلام علیکم کہا اور رہائش کے لئے جگہ مانگی تو میں نے بلاتردد آپ کو جگہ دے دی کیونکہ یہ وہی دوست تھے جو مجھے خواب میں دکھائے گئے تھے۔ اس کے نتیجہ میں گاؤں کے اکثر لوگوں کو احمدیت قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ مولوی نذیر احمد علی صاحب کی تربیت کے نتیجہ میں یہاں پر خاصین کی ایک مضبوط جماعت قائم ہوگئی اور جماعت کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر اسی سال باؤماہوں کی مسجد کی توسیع کی گئی گو یہ مسجد بنیادی طور پر جماعت کی طرف سے تعمیر نہ کی گئی تھی تاہم وہاں کے اکثر مسلمانوں کے احمدی ہو جانے کے نتیجہ میں احمدیوں کے تصرف میں آئی اور سیرالیون میں جماعت کی پہلی مسجد بنی۔

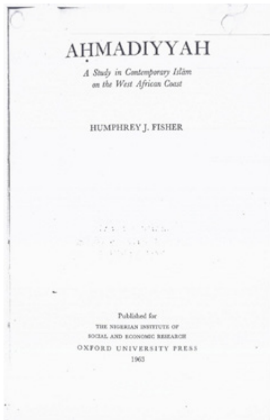

مولانا محمد صدیق امرتسری صاحب کی آمد پر آپ اسی جماعت میں موجود رہے۔ ایک رپورٹ میں اس امر کا ذکر بھی ملتا ہے کہ یہ مسجد ابتدائی 5 سالوں 1943ء تک میں تین بار گرا کر وسیع کی گئی۔ حضرت مولانا نذیر احمد علی صاحب تحریر کرتے ہیں کہ

یہ جماعت اپنے اخلاص اور تعداد میں ترقی کر رہی ہے یہاں کی مسجد احمدیہ تیسری دفعہ گرا کر وسیع کی گئی ہے۔ بفضلہ تعالیٰ موجودہ عمارت نہایت خوبصورت ہے۔سکول کی عمارت بھی ان لوگوں نے گرا کر وسیع کی۔ اس جماعت کی ترقی میں مولوی محمد صدیق صاحب فاضل کا بہت دخل ہے۔

(الفضل 10 ستمبر 1943ء)

ایک مستشرق کی کتاب میں ذکر

ریورنڈ جان ہمفری فشر (1933-2018ء) نے اپنی کتاب Ahmadiyya میں اس امر کا ذکر کیا ہے کہ پا سانفا تولا نے ہی یہ مسجد تعمیر کی تھی اور احمدیت قبول کرنے کے بعد یہ مسجد مولانا صاحب کو دے دی۔ یہی مسجد کئی سال تک احمدیہ مرکز کا کام دیتی رہی۔ تاوقتیکہ دیگر احمدیہ مراکز کا قیام عمل میں آیا۔ اس مستشرق نے اپنی اسی کتاب میں احمدی مبلغین کی مساعی میں مستقل مزاجی کا ذکر کیا ہے جن میں مولانا نذیر احمد علی صاحب بھی شامل ہیں۔

(صفحہ کتاب ہذا 121-125)

قابل ذکر امر یہ ہے کہ جے ہیمفری فشر نے اپنی کتاب میں اس سے ملحقہ اس اہم تاریخی واقعہ کا ذکر بالکل نہیں کیا جہاں پہلی احمدیہ مسجد کا قیام عمل میں آیا۔

پیراماؤنٹ چیف کو معجزانہ شفا اور ٹونگے میں پہلی نئی مسجد کا قیام

روح پرور یادیں، تابعین اصحاب احمد اور الفضل میں شائع شدہ رپورٹس کے مطابق خاکسار اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ گوراما Gorama چیف ڈم کے مرکز ٹونگے (Tungie) میں 1939ء میں پہلی احمدیہ مسجد کا باقاعدہ قیام عمل میں آیا۔ مسجد کی تعمیر سے قبل وہاں احمدیت کے پیغام پہنچنے اور احمدیت کا پودا لگنے کی روداد بھی نہایت دلچسپ ہے۔

مولانا نذیر احمد علی صاحب نے اس واقعہ کا مختصر احوال اپنی رپورٹ میں درج کیا جو الفضل قادیان 22 ستمبر 1922ء میں شائع ہوا۔ لیکن اس واقعہ کی تفصیل مولانا محمد صدیق امرتسری صاحب نے درج کی ہے جو بعض نئے اعداد و شمار کے ساتھ پیش ہے۔

سیرالیون کے مشرقی صوبہ کے ضلع کینیما میں ایک چھوٹی سی ریاست گوراما ہے۔ اُس وقت یہ علاقہ سڑک سے تیس میل دور اور ڈاکخانہ سے پچاس میل دور تھا۔ اس وقت بھی فاصلہ 60 کلومیٹر سے زائد کی ناہموار ڈرائیو پر واقع ہے۔ جماعت ٹونگے کینیما ریجن کے

تحت ہے۔ باؤماہوں اِس وقت بو ریجن کے تحت ہے اور یہ ناہموار راستہ 70 کلو میٹر پر محیط ہے۔ جبکہ باؤماہوں سے ٹونگے کا راستہ بھی ناہموار اور دشوار گزار ہے۔

وہاں کے عیسائی پیراماؤنٹ چیف بائیو Baio کی نیک نامی اور کشادہ دستی کی وجہ سے یہاں لوگوں کی بہت آمد و رفت رہتی تھی اور مختلف عامل اور طبیب ان کی مزمن بیماری کے علاج کے سبب جو انہیں بیس سال سے لاحق تھی ان سے روپیہ اینٹھتے رہتے تھے۔

مولانا نذیر احمد علی مرحوم 1939ء میں پہلی مرتبہ اس ریاست کے قریب ایک قصبہ باؤماہوں میں بغرض تبلیغ تشریف لائے اور وہاں ایک مخلص اور مضبوط جماعت عطا ہوئی۔ اس جماعت کے لوگوں نے انہیں ریاست گوراما کے صدر مقام ٹونگے میں مذکورہ بالا چیف بائیو کو تبلیغ اسلام کرنے کی تحریک کی۔ چنانچہ چند مخلصین کے ساتھ باؤماہوں 20 میل کا دشوار گزار راستہ پیدل طے کر کے ٹونگے پہنچے اور چیف بائیو اور وہاں کے باشندوں کو پبلک لیکچروں اور پرائیویٹ ملاقاتوں کے ذریعہ اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ اس قصبہ میں امریکہ کے یو بی سی (یعنی چرچ آف یونائیٹڈ برادرن) عیسائی مشن کے سفید فام عیسائی پادری جو دس سال سے چیف بائیو کی سرپرستی میں عیسائیت کے پرچار میں مصروف تھے ان کی مزمن بیماری کا علاج کرنے میں وہ انتہائی کوششوں کے باوجود بالکل ناکام رہے تھے۔

اگرچہ عیسائی پادریوں کو وہاں حضرت مولانا علی صاحب مرحوم کی تبلیغی مہم سخت ناگوار گزری مگر چیف اور پبلک کے اصرار پر انہیں مولانا صاحب سے دو پبلک مناظرے کرنے پڑے جن میں ان کے ضلعی امریکن ہیڈ پادری ریورنڈ لیڈر (LEADER) کو بری طرح شکست ہوئی اور چیف بائیو اسلام کی طرف مائل ہو گئے۔ آخر چیف نے حضرت مولانا صاحب مرحوم سے اس شرط پر اپنے قبیلہ اور ریاست کے سرکردہ لوگوں سمیت اسلام قبول کرلینا منظور کیا کہ ان کی صحت کی یا بی کی ذمہ داری لی جائے۔

حضرت مولانا صاحب مرحوم نے اسلام کے زندہ اور شافی خدا پر توکل اور اعتماد کرتے ہوئے ان کی یہ شرط منظور کر لی اور سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تمام حالات عرض کر کے چیف مذکور کے لئے خاص دعا کی درخواست کی اور خود بھی اور سیرالیون کے تمام احمدی بھی دعاؤں میں مصروف ہوگئے۔

یہ چیف اس وقت چلنے پھرنے کے قابل بھی نہ تھے اور مناظرے سننے کے لئے انہیں ہمیک میں اُٹھا کر لایا گیا تھا۔

حضرت مولانا صاحب مرحوم کے پاس لاہور کے ایک ہندو ویدک حکیم کی ایک مشہور دوائی "امرت دھارا" کی چند شیشیاں موجود تھیں انہوں نے چیف کو پہلے ایک جلاب دیا اور پیٹ صاف ہو جانے کے بعد انہیں امرت دھارا پانی میں ملا کر اور اس پر آیات قرآنیہ کا دم کر کے پلانا شروع کر دیا۔ نیز خوراک اور صفائی وغیرہ کے بارے میں اپنی نگرانی میں ان سے خاص احتیاطیں کرانی شروع کر دیں۔ ان کے پینے کے لئے خود پانی ابال کر اور فلٹر کر کے روزانہ مہیا کرتے رہے اور سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس دوران دعا کے لئے بار بار خط بھی لکھتے رہے۔ چنانچہ حضور کی دعاؤں کی برکت سے انہیں چند دنوں میں اتنا افاقہ ہو گیا کہ وہ چل کر مولانا صاحب مرحوم کے ساتھ باجماعت نماز کے لئے آنے لگے۔ کھانے پینے کے لئے مولانا صاحب نے ان کے لئے کویکراوٹس، اوولٹین، ہارلکس اور سینی ٹوجن وغیرہ قسم کے ولایتی ڈبے منگائے۔ نیز انڈے ہاف بوائل کر کے انہیں دیتے رہے اور یوں خدا کے فضل سے چند دنوں میں ان کی صحت بہت ترقی کر گئی۔ جس کے بعد مولانا صاحب نے اس شرط پران کی بیعت بھی بغرض منظوری حضور کی خدمت میں ارسال کر دی کہ وہ شراب کبھی نہیں پئیں گے اور چار سے زائد بیویوں سے ازدواجی تعلق نہیں رکھیں گے۔ کیونکہ باقی ایک سو سے زائد سب بیویوں کو فوری طور پر چھوڑ دینا ملکی اور سیاسی لحاظ سے ان کے لئے سخت نقصان دہ تھا۔ بعض ان میں سے صاحب اولاد بھی تھیں۔ اس کے بعد قصبہ کے باشندوں میں سے بھی کثیر تعداد میں لوگ بیعت کرکے اسلام میں شامل ہو گئے اور چیف نے وہاں مسجد بنانے کا حکم دے دیا۔ جو اس مشرک قصبہ میں اسلام کی پہلی مسجد تھی حضرت مصلح موعودؓ نے تمام نو مسلموں کی بیعتیں قبول فرماتے ہوئے چیف کا اسلامی نام صلاح الدین بائیو رکھا۔

اس دوران امریکن پادریوں نے پہلے تو چیف سے بقول ان کے، اس غداری کا شکوہ کیا اور اپنے احسان ان کو جتائے لیکن چیف نے انہیں صاف صاف جواب دے دیا۔ کہ ریاست کی بہبودی کے لئے آپ کی مساعی اور تعلیمی جدوجہد کے ہم شکر گزار ہیں لیکن مذہب کا معاملہ ہر ایک کے دل سے تعلق رکھتا ہے اس میں کسی پر جبر نہیں۔ البتہ جو ریاستی سہولتیں عیسائی مشنوں کو حاصل تھیں وہ برقرار رہیں گی۔ اور میں تمہارے سکولوں کی سرپرستی بھی کرتا رہوں گا لیکن چونکہ میں اب عیسائیت کو خیر باد کہ کر مسلمان ہو چکا ہوں اس لئے آپ کے چرچ سے وابستگی اب میرے لئے ممکن نہیں ہو گی تاہم آپ کو عیسائیت کی تبلیغ وغیرہ کی ہر طرح آزادی ہے۔

اس کے باوجود امریکن پادریوں نے ضلع کے انگریز ڈی سی اور ڈویژنل کمشنر حتیٰ کہ گورنر سیرالیون کے پاس بھی شکایت کی کہ دس پندرہ سال سے ہم جس ریاست کی تعلیمی اور مذہبی بہتری کے لئے ہزاروں ڈالر سالانہ خرچ کر کے انتھک کوششیں کرتے چلے آرہے تھے اور سکول اور چرچ اور مشن کی عمارتیں بھی اپنے خرچ پر بنوائی تھیں اب اس ریاست کے چیف نے اسلام قبول کر کے ہماری ساری کوششوں پر پانی پھیر دیا ہے نیز تحریری درخواست میں ڈی سی کو لکھا کہ اس ریاست میں احمدی مبلغین کی تبلیغ اسلام بند کرائی جائے۔ کیونکہ ہم عیسائی وہاں ان کے سالہا سال پہلے سے کام کر رہے ہیں۔ لیکن خدا کا فضل یہ ہوا کہ جماعت کے خلاف ان امریکن مشنریوں کے واویلا کی شنوائی نہ ہوئی۔

پیراماؤنٹ چیف بائیو نے اسلام قبول کرنے کے بعد مولانا علی صاحب مرحوم کی تحریک پراپنے تمام بت اور بے شمار تعویز اور جادو ٹونے کے سامان اکٹھے کرکے بیعت کرنے کے دوسرے روز ہی ان کے حوالے کر دیئے تاکہ وہ جلا دیئے جائیں۔ چنانچہ ایک جلسہ کرکے سرِعام ان کو دفنا دیا گیا اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس مشرک ریاست کا ہیڈکوارٹر احمدیت کے ذریعہ اسلام کا نور پھیلانے کا مرکزی اور سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی جھنڈا عیسائیت کے دس پندرہ سالہ پرانے جھنڈے کی جگہ لہرانے لگا۔ اور عیسائیوں کے گرجے کے مقابل چند روز میں وہاں شاندار مسجد بھی تیار ہوگئی جہاں سے پانچ وقت کلمہ شریف لاالٰہ اِلا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ فضاؤں میں گونجنے لگا بلکہ چیف بائیو نے خواہش ظاہر کی کہ اب ان کی ریاست کے سب دیہات میں تبلیغ اسلام کا انتظام کیا جائے۔

چنانچہ ان کی اس خواہش کی بناء پر مولانا علی صاحب نے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو قادیان تار دیا کہ تقریباً پانچ صدافراد کی معیت میں ایک عیسائی پیراماونٹ چیف نے اسلام قبول کیا ہے اس لئے کام کی وسعت کے پیش نظر فوری طور پر ایک اور مبلغ اسلام سیرالیون روانہ کیا جائے چنانچہ اس ضرورت کو فوری طور پر پورا کرنے کے لئے حضور رضی اللہ عنہ نے حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس امام مسجد فضل لندن کو تار دلوایا کہ محمد صدیق امرت سری کو لندن سے فورا سیرالیون تبدیل کر دیا جائے۔ چنانچہ حضور کے اس حکم کے مطابق وہ مارچ 1940ء کو لندن سے بذریعہ بحری جہاز سیرالیون پہنچ گئے۔

(بحوالہ روح پرور یادیں صفحہ 219-222)

حضرت مولانا نذیر احمد علی صاحب کی ایک رپورٹ 20 جنوری 1940ء کے سن رائز میں شائع ہوئی۔ جس میں وہ اس مسجد کے متعلق تحریر کرتے ہیں کہ

"آج کل میں سیرالیون کے اندرونی علاقہ میں گوراما چیفڈم کے صدر مقام Tungie میں کام کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی فضل سے پیراماؤنٹ چیف احمدیت ہو گیا ہے اور میں گزشتہ تین ہفتوں سے اس کے گھر میں ٹھہرا ہوا ہوں۔ اس نے ایک مسجد کی تعمیر شروع کرا دی ہے۔ پہلے وہ عیسائی تھا۔ خدا ہماری مدد کرے، ممکن ہے کہ اس کے چیفڈم میں بہت سے لوگ حق کو قبول کر لیں گے۔"

پھر ستمبر 1940ء میں مطبوعہ ایک اور روئیداد میں تحریر کرتے ہیں کہ

چیف موصوف نے نہایت اچھی مسجد تعمیر کرادی ہے اور اپنے اخلاص میں غیر معمولی ترقی کی اور احمدی وہاں روز بروز ترقی کرنے لگی۔ مجھے یہاں چار پانچ بار آنے کا موقعہ ملا ہے۔ یہ جماعت اخلاص اور تعداد میں ترقی کر رہی ہے۔

(تابعین اصحاب احمد جلد 4 صفحہ 83)

باؤہوماں اور ٹونگے کی جماعت کے قیام کے بعد دونوں مبلغین نے قیام جماعت کے لیے انتہائی مساعی کی اور ان دونوں جماعتوں کو مستحکم کیا۔ باؤہاماں میں تو اس وقت جماعت قائم ہے۔ ٹونگے میں شاید خانہ جنگی یا نامعلوم وجوہ کی بناء پر جماعت قائم نہ رہی۔ خانہ جنگی کی بناء پر متعدد مقامات پر احمدی ہجرت کر گئے اور دس سالہ طویل دور کے بعد متعدد مساجد کا انتظام واپس نہ مل سکا۔

دیگر ابتدائی احمدیہ مساجد

ٹونگے میں مسجد کے قیام پر عیسائی مبلغین نے ڈسٹرکٹ کمشنر کینیما کے کان بھرے اور انہیں احمدیت کی مخالفت پر اکسایا۔ اس صورت حال میں مولانا صاحب از خود ڈسٹرکٹ کمشنر کے پاس گئے اور انہیں جماعت احمدیہ کی اغراض و مقاصد سے آگاہ کیا۔ مولانا صاحب نے کینیما جاتے ہوئے ٹونگے سے پندرہ میل کے فاصلہ پر دو ہفتہ کے لئے Wando چیفڈم کے مرکز فالا میں قیام کیا اور دو ہفتہ خوب تبلیغ کی۔ وہاں کے چیف سانڈو پائی آنکھوں کی پرانی مرض میں مبتلا تھے۔ حضور انور کی دعا کے سبب انہیں بھی شفا حاصل ہوئی اور کئی باشندے چیف کے ہمراہ شامل احمدیت ہوئے اور ایک مسجد تعمیر ہوئی۔

باؤماہوں میں احمدیہ مرکز ختم کرنے کی مقامی و حکومتی دھمکیوں کے سبب دیگر مقامات پر احمدیہ مراکز بنانے کا منصوبہ بنایا گیا اور کئی مساجد کا قیام عمل میں آیا۔

مسعود احمد طاہر۔ نمائندہ الفضل آئن لائن گیمبیا

گیمبیا میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد

مغربی افریقہ کے سب سے چھوٹے ملک گیمبیا میں جماعت احمدیہ کا پہلا پودا سن 1952ء میں لگا جب جماعتی لٹریچر کا مطالعہ کرنے کے ذریعہ سے پہلی بیعت ہوئی اور ایک ہی سال میں افراد جماعت کی تعداد اتنی ہوگئی کہ انہوں نے اس وقت کے جماعتی مرکز پاکستان سے ایک باقاعدہ مبلغ بلوانے کے لئے کوششیں شروع کردیں۔ تاہم مولویوں کی مخالفت کی وجہ سے ایسا جلد ممکن نہ ہو سکا اور 1959ء میں پہلے مشنری مکرم الحاجی حمزہ سینائیکو نائیجیریا سے بھجوائے گئے۔

گیمبیا میں ایک بہت معروف احمدی مکرم سر فارمنگ ماماڈی سنگھاٹے تھے جو بعد میں گیمبیا کے پہلے گورنر جنرل بھی بنے اور موصوف جماعت کی تاریخ میں پہلے احمدی ہیں جو کسی بھی ریاست کے سربراہ ہیں۔ جماعت کے ایک مبلغ مکرم الحاجی ابراہیم جیکینی کے ذریعہ آپ کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔آپ نے ان کے ذریعہ 1963ء میں بیعت کی تھی۔ یاد رہے کہ سر فارمنگ ماماڈی سنگھاٹے صاحب نے 1966ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث مرزا ناصر احمد صاحبؒ کو خط لکھا تھا جس میں حضورؒ سے درخواست کی تھی کہ حضرت مسیح موعودؑ کے کپڑوں کا ٹکڑا بطور تبرک عنایت فرمائیں۔ چنانچہ حضورؒ نے شفقت فرماتے ہوئےان کی درخواست قبول فرمائی اور ان کو حضرت مسیح موعودؑ کے کپڑوں کا ٹکڑا بطور تبرک عنایت فرمایا اور اس طرح اللہ تعالیٰ کا الہام ’’بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے‘‘بڑی شان سے پورا ہوا۔ الحمد للہ

گیمبیا میں جماعت کی پہلی مسجد کی تعمیر کا سہرا بھی مکرم سر فارمنگ ماماڈی سنگھاٹے کے سر ہی ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ آپ کی پیدائش گیمبیا کے ایک ریجن مکاٹی (سنٹرل ریور ریجن) کے علاقہ میں ہوئی تھی۔ لیکن بعدازاں آپ وہاں سے ایک دوسرے ریجن (نارتھ بنک ریجن) کے ایک قصبہ فرافینی میں آگئے تھے۔ جہاں پر انہوں نے بطور کمپاوٴڈر ایک میڈیکل سٹور (فارمیسی) شروع کیا اور یہیں پر سکونت اختیار کی۔ اس کے بعد آپ نے اپنے گھر کے صحن میں ایک چھوٹی سی مسجد بنوائی۔ جو کہ گیمبیا میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد تھی۔ گو کہ اس سے پہلے ملک کے دارالخلافہ بانجل میں نماز سنٹر قائم تھا لیکن پہلی تعمیر ہونے والی مسجد یہی تھی جو کہ فرافینی نارتھ بنک ریجن میں بنی اور اس کی تعمیر 1964ء میں عمل میں آئی۔

شروع میں مکرم سنگھاٹے صاحب نے اپنے گھر کے ایک کمرے کو ہی مسجد کی جگہ مخصوص کرکے اس میں باجماعت نمازیں پڑھنی شروع کیں، لیکن بعد میں سن1964ء میں باقاعدہ ایک مسجد تعمیر کروائی۔ سائز کے لحاظ سے یہ ایک چھوٹی سی مسجد تھی جس میں تقریباً بیس سے پچیس افراد بیک وقت نماز ادا کر سکتے تھے۔

مکرم سنگھاٹے صاحب کو جولائی 1966ء میں ملک کا گورنر جنرل بنا دیا گیا۔ جس کی وجہ سے وہ ملک کے دارالخلافہ بانجل میں منتقل ہوگئے۔ لیکن ان کے جانے کے بعد بھی اس مسجد میں باقاعدہ نمازیں اور خصوصاً نماز جمعہ ہوتا رہا۔یہاں تک کہ کئی کئی کلومیٹر دور سے احمدی احباب آتے اور یہاں آکر نماز جمعہ ادا کرتے۔

اگر اس مسجد کی موجودہ صورتحال پر بات کی جائے تو یہ مسجد چونکہ احمدیوں کی بڑھتی تعداد کو سمیٹنے کے لئے ناکافی تھی، اس لئے جماعت نے اس کے علاوہ فرافینی ہی میں بڑی جامع مسجد بنالی۔ اب باقاعدہ جمعہ اور باجماعت نمازیں اس جامع مسجد میں ہوتی ہیں۔ جب کہ مذکورہ مسجد کی مکرم سنگھاٹے صاحب کے بچوں نے اپنے ذاتی خرچ پر توسیع کرتے ہوئے اس کو نئے زمانے کے مطابق شکل دے دی ہے اور اس کو بڑے خوبصورت طریق سے سنگ مرمر کی ٹائلوں سے مزین کیا ہے۔ اب نہ صرف یہ کہ اس میں پانچ وقت باجماعت نماز ہوتی ہے بلکہ پانچ وقت سپیکر میں اذان بھی دی جاتی ہے۔ یہ مسجد قصبہ کے بازار میں واقع ہے اس لئے بازار میں موجود دکان دار بھی یہاں آکر نماز ادا کرتے ہیں۔سائز کے لحاظ سے اس وقت بعد از توسیع اس میں پچاس کے قریب افراد نماز باجماعت ادا کر سکتے ہیں۔

دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو جماعت احمدیہ مسلمہ کی اشاعت اور ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین

دعا کا تحفہ

شام کی دعا نمبر1

شام کے وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے تھے:

اَمْسَيْنَا وَاَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ رَبِّ اَسْاَلُكَ خَيْرَ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا رَبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَمِنْ سُوْءِ الْكِبَرِ رَبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ

(ابوداؤد کتاب الادب)

ترجمہ:ہم نے شام کی اور تمام ملک نے بھی خدا کی خاطر شام کی اور تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔اُس کا کوئی شریک نہیں۔حکومت اُسی کی ہے اور سب حمد بھی اُسی کو زیبا ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔اے میرے ربّ!مَیں تجھ سے اِس رات کی خیر و بھلائی طلب کرتا ہوں اور اس کے بعد کی خیر بھی اورمَیں تجھ سے اس رات کے شرّ سے پناہ مانگتا ہوں اور اس کے بعد کی برائی سے بھی۔اے میرے ربّ! مَیں تجھ سے سُستی اور تکبر کی برائی سے بھی پناہ مانگتا ہوں۔اے میرے پروردگار!مَیں تجھ سے آگ اور قبر کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن2014ء صفحہ 110)

مرسلہ:عائشہ چوہدری۔جرمنی

عبد الخالق نیّر۔ مبلغ انچارج کیمرون

کیمرون جماعت کی پہلی مسجد

کیمرون وسطی افریقہ کا ایک ملک ہے۔ یہاں احمدیت کا نفوذ نائیجیریا کے مبلغین اور معلّمین کے ذریعے سے ہوا۔ نائیجیریا کے مشرقی بارڈر Ikom سے 70کلو میٹر کیمرون میں MAMFE میں پہلی جماعت 2005ء میں قائم ہوئی اور اسی جگہ پر جماعت کی پہلی مسجد کا سنگ بنیاد 23مارچ 2005ء کو رکھا گیا۔ اس مسجد کا سنگ بنیاد خاکسار نے رکھا۔ اس دو منزلہ مسجد کے مکمل ہونے میں پورے دو سال لگے اور 23مارچ 2007ء کو اس مسجد کا افتتاح مکرم ڈاکٹر مشہود فشولا(Dr.Mashhud Fashola) امیر جماعت نائیجیریا نے کیا۔ اس مسجد میں تقریباً 500 نمازیوں کے نماز پڑھنے کی گنجائش ہے۔ یہ مسجد MAMFE شہر کے سینٹر ہاوسا کوارٹرز میں واقع ہے اور بہت خوبصورت نظارہ پیش کرتی ہے۔ کیونکہ مسلمان ہاوساکیمونٹی احمدی ہوئی تھی اس لئے ان کی پرانی مسجد گرا کر اسی جگہ پر یہ مسجد تعمیر کی گئی۔

اس مسجد کا نقشہ نائیجیریا کے احمدی نوجوان آرکیٹیکٹ مکرم عبد السلام دایسی (Abdul Salam Daisi) نے تیار کیا تھا۔

اس مسجد کی تعمیر میں MAMFE جماعت کے دوستوں نے وقار عمل سے بہت کام کیا خاص طور پر اس وقت کے جماعت کیمرون کے نیشنل صدر مکرم عیسیٰ احمدو(Issa Ahmadou) مرحوم، مکرم معلم صالح مرحوم، مکرم معلم یوسن بیلو نے بہت محنت سے کام کیا۔

اس وقت پورے شہر میں سب سے خوبصورت عمارت جماعت کی مسجد ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت مسجد کا نام مسجد بیت الہدیٰ تجویز فرمایا۔ الحمدللہ علی ذالک۔

اس مسجد کی تعمیر میں مرکز کی مدد کے علاوہ نائیجیریا جماعت، انفرادی نائیجیرین احمدی احباب اور مقامی احمدیوں نے وقار عمل کر کے اپنا حصہ ڈالا۔ اس مسجد بیت الہدیٰ کی تعمیر پر تقریباً 30 ملین سیفا (30،000،000)۔/30,000پونڈ کے برابر رقم خرچ ہوئی۔

اس وقت اس جماعت میں مکرم ظفر اللہ مصطفیٰ مربی سلسلہ ہیں اور مکرم آدمو یحییٰ صدر جماعت ہیں۔ افتتاح کے بعد سے جماعت کے تمام پروگرام اس مسجد میں ہوتے ہیں اور لاؤڈ سپیکر کے ذریعے سے پورے شہر میں جماعت کا پیغام پہنچتا ہے۔ الحمدللہ

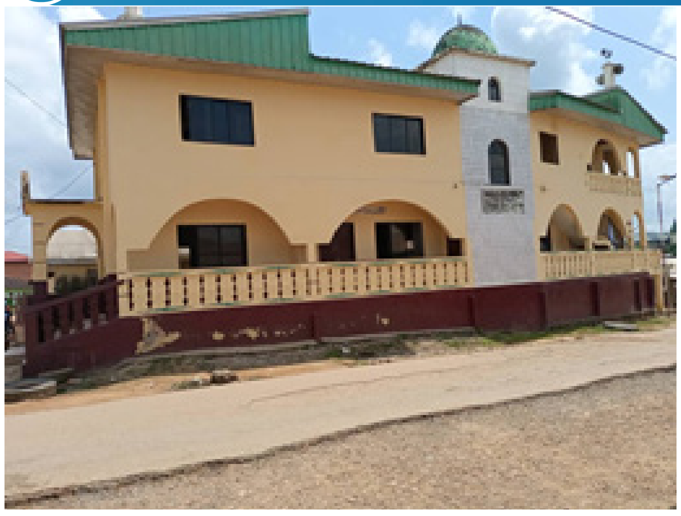

چوہدری نعیم احمد باجوہ۔ نمائندہ الفضل آن لائن

برکینا فاسو کی ابتدائی مساجد

تعارف برکینا فاسو

دو مختلف مقامی زبانوں کے الفاظ سے مل کر بننے والے نام "برکینافاسو" کا مطلب ہے "خوددار اور ایماندار لوگوں کی سرزمین"۔ یہ نام 02 اگست 1984ء کو رکھا گیا۔ برکینافاسو مغربی افریقہ کا خشکی سے گھرا ہوا ایک ملک ہے جس کا رقبہ دو لاکھ چوہتر ہزار دو صد کلو میٹر ہے۔ اس کا پرانا نام اپر وولٹا تھا۔ اپر وولٹا نے 05 اگست 1960ء کو فرانس سے آزادی حاصل کی۔ برکینافاسو کا دارالحکومت واگادوگو(Ouagadougou) ہے۔ اس کی سرحدیں چھ ہمسایہ ممالک مالی، نائجر، بینن، ٹوگو، گھانا اور آئیوری کوسٹ سے ملتی ہیں۔ موجودہ آبادی بائیس ملین کے قریب ہے۔ سرکاری زبان فرنچ ہے جبکہ کئی مقامی زبانوں میں جولا، مورے، فُل فُل دے اور بیسا بڑی زبانیں ہیں۔

برکینا فاسو میں احمدیت کا تعارف

برکینا فاسو میں جماعت احمدیہ کی رجسٹریشن 02 جنوری 1986ء کو ہوئی اور اس کے بعد یہاں باقاعدہ مبلغین آنا شروع ہوئے۔ گھانا کے شمالی قصبہ WA کے ایک مخلص احمدی الحاج صالح صاحب جو 1932ء میں احمدی ہوئے تھے، کے ذریعہ اپر وولٹا کی سرزمین پر 1950ء کی دہائی کے ابتدائی سالوں میں احمدیت کا پیغام پہنچا۔ اس پیغام پر لبیک کہنے والے ابتدائی مخلصین میں الحاج بارو مودی(Barro Mody) صاحب (1898-1993ء)شامل تھے۔ آپ کی بیعت 1951ء کی ہے۔ الحاج بارو صاحب کا تعلق برکینا فاسو کے مغربی ریجن دِدُگو کے گاؤں کوں ای(Kougny) سے تھا۔ اس گاؤں میں مسلمان موجود تھے اور مسجد بھی تھی۔ تاہم قبول احمدیت کے بعد مخالفت کی وجہ سے احمدیوں کو اپنی مسجد الگ کرنا پڑی۔ احمدی احباب نے ایک کچا چھپر نما کمرہ بنا کر اس میں نماز باجماعت شروع کر دی۔ برکینا فاسو میں اس مسجد کو جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد کہا جا سکتا ہے۔

برکینا فاسو میں بارو (Barro)قبیلہ معروف قبائل میں شمار ہوتا ہے جس کی اندرونی تین چار شاخیں بھی ہیں۔ اسی قبیلہ کے لوگ کوں گنی(Kougny) سے دو کلومیٹرز کے فاصلے پر واقع گاؤں Petit Moara)موارا پیتی اور بیس کلومیٹرز کے فاصلے پر واقع (Siena) سی اینا گاؤں میں آباد تھے اور آپس میں تعلق داری بھی تھی۔ ان دونوں دیہات میں بھی جماعت کا پیغام اسی عرصے میں پہنچ گیا۔ اس وقت کے احمدی احباب نے موارا پیتی میں ایک کچی مسجد تعمیر کی۔ مٹی کی اینٹوں کی موٹی دیواروں اور ان میں آٹھ چوڑے ستونوں کے علاوہ مسجد کے اندر درمیان میں بھی ایک چوڑا ستون بنا کر اسے مضبوط بنایا گیا تھا۔ ایک چوکور محراب بھی تھا جس پر باہر کی طرف سے سیڑھیاں لے جاکر چھت پر چڑھ کر اذان دینے کے لئے جگہ بنائی گئی تھی۔ یہ مسجد اب استعمال نہیں ہوتی لیکن اس کا بنیادی ڈھانچہ ابھی بھی موجود ہے۔

بوبو جلاسو میں باقاعدہ مسجد کی تعمیر

برکینا فاسو کے جنوب مغرب میں واقع بوبو جلاسو ملک کا دوسرا بڑا شہر ہے۔ جسے برکینا فاسو کا اقتصادی دارالحکومت بھی کہا جاتا ہے۔ اس علاقے میں جماعت کا پیغام ابتدائی ایام میں ہی پہنچ گیا تھا۔ اس شہر میں ایک مخلص احمدی زونو(Zono) سلیف اور ان کی فیملی نے جماعت کے نام ایک پلاٹ ہبہ کر دیا۔ اس جگہ ابتدائی طور پر ایک کمرے میں نماز باجماعت شروع ہوئی۔ بعد ازاں 1998ء میں یہاں باقاعدہ مسجد کی تعمیر شروع ہوئی۔ اس مسجد کی تعمیر کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ سے مقامی طور پر فنڈ اکٹھا کرنے کی اجازت لی گئی۔ ایک ملین فرانک سیفا اس فنڈ میں جمع ہوا۔ بوبو جلاسو کی مسجد 2001-2002ء میں مکمل ہوئی۔

واگا دوگو میں مسجد کی تعمیر

واگا دوگو شہر میں جماعتی مرکزی مشن کرائے کے مکان میں تھا۔ اسی مکان کا ایک حصہ نماز اور دیگر جماعتی سرگرمیوں کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ شہر کی ایک جماعت پی سی (Pisi) میں کچی آبادی کے علاقے میں حکومت سے ایک پلاٹ جماعت کو ملا۔ اس پلاٹ پر مسجد کی تعمیر کا کام 1999ء میں شروع ہوا اور اسی سال مکمل ہوگئی۔ یہ ایک چھوٹی کچی مسجد تھی۔ یہ مسجد بوبو جلاسو کی مسجد سے پہلے مکمل ہوگئی۔

2004ء میں سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے برکینا فاسو کا دورہ فرمایا اور اس کے بعد جماعت کی ترقیات کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ آپ نے اپنے دورے کے بعد امیر جماعت برکینا فاسو کے نام ایک خط میں ارشاد فرمایا:

"خدا کے فضل سے برکینا فاسو کا دورہ بھی غیر معمولی اور خوشکن تھا۔ الحمدللہ علی ذالک۔۔۔ جماعت کے تمام افراد مردوخواتین اور بچوں نے بڑے اخلاص اور فدائیت کا نمونہ دکھایا ہے۔۔۔ مجھے پورا یقین ہے کہ برکینا فاسو کی سرزمین پر احمدیت کا جو بیج بویا گیا ہے وہ جلد دائی پھل لائے گا۔ برکینا کے لوگ حقیقتاً بڑے عظیم لوگ ہیں اور مجھے خوشی ہے کہ خدا نے ان کو احمدیت کے نور سے منور کیا ہے۔ میں نے جو بیداری جماعت برکینا فاسو کے افراد میں دیکھی ہے وہ حیرت انگیز ہے۔ امید ہے کہ اگلے دو تین سالوں میں اس دورہ کے عظیم الشان نتائج ظاہر ہوں گے اور جماعت تیزی سے ترقی کرے گی۔ اِن شاءاللہ"

(1.5.2004/T.9653)

عبدالنور۔ نمائندہ الفضل آن لائن ایوری کوسٹ

مسجد اقصیٰ، آئیوری کوسٹ

1961ء میں آئیوری کوسٹ(Ivory Coast) (فرنچ نام Côte d'Ivoire) میں جماعت احمدیہ کا قیام عمل میں آیا۔ کچھ عرصہ بعد ایک مخصوص جگہ برائے مسجد اور مشن ہاؤس کی تلاش شروع کر دی گئی۔ آئیوری کوسٹ کے معاشی دارلحکومت آبدجان(Abidjan) کے محلہ آجامے(Adjamé) میں 1970ء کی دہائی میں ایک پلاٹ مکرم بلاسی کولیبالی صاحب کے تعاون سے اسی مقصد سے خریدا گیا جو کہ آئیوری کوسٹ کے اولین احمدیوں میں شامل تھے نیز 90 کی دہائی میں کچھ عرصہ کے لئے بطور امیر جماعت بھی خدمات بجالائیں۔اس پلاٹ پر جماعت نے عارضی طور پر ایک چھپر نما مسجد پہلے پہل تعمیر کی۔جس پلاٹ پر جماعت نے یہ مسجد تعمیر کی اس پر اس وقت احمدیہ کلینک قائم ہے۔چونکہ یہ پلاٹ جماعت کا نہ تھا بلکہ غلطی سے اس پر تعمیر ہو گئی اس لئے اس پلاٹ کو بھی بعد میں خرید کر اس پر عارضی تعمیر کردہ مسجد کی جگہ احمدیہ کلینک تعمیر کر لیا گیا۔اس اصل پلاٹ جو کہ جماعت کا تھا اس پر مسجد تعمیر کی گئی۔

چنانچہ جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ کی پہلی مسجد بنام مسجد اقصیٰ کی باقاعدہ تعمیر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دور مبارک میں 1980ء کی دہائی کے اوائل میں کی گئی۔جس کی تعمیر کردہ عمارت کے نچلے حصہ میں ایک پرائمری سکول تعمیر کیا گیا اور بالائی حصہ میں مسجد کا ہال بنایا گیا۔اور لوہے کی چادر چھت کے طور پر ڈالی گئی۔ جو کہ سالہا سال ایسے ہی رہی تاہم 2005ء میں اس وقت کے امیر و مشنری انچارج عبدالرشید انور صاحب کے وقت میں اس مسجد کو قبلہ رخ پلائی وڈ کی دیواریں بنا کر نیز چھت و سیلینگ لگا کر درست کیا گیا۔2004ء تک جلسہ سالانہ آئیوری کوسٹ بھی اسی عمارت میں منعقد کیا جاتا رہا۔

1988ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ آئیوری کوسٹ کے دورہ پر تشریف لائے اور 14 فروری 1988ء کواسی مسجد، مسجد اقصیٰ میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ 1997ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر اس مسجد میں اس وقت کے آجامے کے میئر ومبیلے لاسینا صاحب تشریف لائے اور جس گلی میں احمدیہ مشن ہاؤس واقع ہے اسے احمدیہ سٹریٹ کا نام دیئے جانے کا اعلان کیا چنانچہ میونسپ

کارپوریشن کے کاغذات میں یہ سڑک آج تک Rue Ahmadiyya یعنی احمدیہ سٹریٹ کے نام سے درج ہے اور مکانوں پر اس کے سائن بورڈز بھی درج ہیں۔

اس مسجد کی تعمیر کے ساتھ ساتھ اس جگہ کو ایک احمدیہ مشن کے طور پر تیار کیا گیا تھا اس لئے وقتاً فوقتاً یہاں مزید تعمیرات بھی ہوتی رہیں تاحال اس عمارت میں مسجد کے علاوہ احمدیہ پریس،احمدیہ پرائمری سکول،احمدیہ کلینک، گیسٹ ہاؤسز، جماعتی دفاتر،لائبریری،گیسٹ رومز نیز گیسٹ ہاوسز وغیرہ کا اضافہ کیا گیا ہے۔جس میں کئی ایک فیملیز بھی رہائش پذیر ہیں۔

اس مسجد و مشن ہاؤس میں مختلف اوقات میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے علاوہ حضرت خلفیۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیززمانہ خلافت سے قبل نیز حضرت چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب بھی تشریف لاکر نماز ادا کر چکے ہیں۔

طاہر محمود عابد۔ مبلغ سلسلہ گنی کناکری

گنی کناکری میں جماعت احمدیہ مسلمہ کی پہلی مسجد

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعودؑ کی قائم کردہ جماعت اکناف عالم میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت اور راہنمائی میں اللہ تعالیٰ کا نام بلند کرنے کیلئے مساجد تعمیر کر رہی ہے اور اللہ کے فضل سے اللہ تعالیٰ کے ان گھروں میں خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی رسالت کا اعلان ہر روز پانچ بار کیا جاتا ہے اور یہ اللہ کے گھر امن و سلامتی کا مظہر ہیں۔

یہاں گنی کناکری میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کو اپنی پہلی مسجد کی تعمیر کی توفیق ملی اس مسجد کی تعمیر کا پس منظر بہت دلچسپ اور ایمان افروز ہے۔

احمدیت کا پیغام 80 کی دہائی میں سیرالیون کے مبلّغین کرام کے ذریعہ پہنچا لیکن شروع میں جماعت کی مخالفت کی وجہ سے جماعت قائم نہ ہوسکی جبکہ کچھ نیک فطرت روحیں جماعت میں شامل ہوگئیں اس طرح جماعت کا بیج بو دیا گیا تاہم معلّمین کے ذریعہ یہ احباب رابطے میں رہے لیکن کوئی خاص ترقی نہ ہو سکی 90 کی دہائی میں یہاں ایک مقامی بزرگ مکرم پا علی ماریگا صاحب مرحوم تبلیغ کے نتیجہ میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں شامل ہوگئے اور جماعت کے ساتھ ان کی محبت بڑھنے لگے وہ ہمیشہ احمدیہ ترجمہ والا قرآن اپنے گھر کے باہر ایک آم کے درخت کے نیچے لے کر بیٹھے رہتے اور پڑھتے رہتے اور ہر آنے جانے والے شخص کو تبلیغ کرنے لگے اسی درخت کے نیچے نمازیں ادا کرتے اور جو چند ایک احمدی تھے جمعہ کے روز وہیں اکھٹے ہوتے اور نماز جمعہ ادا کرتے جس پر آنے جانے والے لوگ جو مخالف طبع تھے آوازیں بھی کستے کہ یہ کس قسم کے لوگ ہیں قریب ہی مسجد ہے اور یہ اسے چھوڑ کر یہاں عبادت کر رہے ہیں۔ یہ سلسلہ چلتا رہا اور کچھ مزید پاک روحیں جماعت میں شامل ہوگئیں۔ سال 2001 میں جب خاکسار یہاں بطور مبلّغ بھجوایا گیا تو کچھ عرصہ بعد حضرت امیر المؤمنین کی خدمت میں عرض کیا کہ اگرچہ جماعت کی رجسٹریشن نہیں ہو رہی لیکن جماعت کی مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں ہماری راہنمائی فرماویں جس پر حضور اقدس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ایک چھوٹی سی مسجد تعمیر کرنے کی کوشش کریں جب شہر میں زمین خریدنے کا پتا کیا تو اس کے دام بہت زیادہ تھے جس پر مکرم پا علی ماریگا صاحب مرحوم نے کہا کہ میرے گھر کے ساتھ جو جگہ ہے اس پر مسجد بناتے ہیں لہٰذا اس پر مکرم پا علی ماریگا صاحب مرحوم کے گھر باہر جہاں آم کا درخت تھا وہاں 12 مرلہ کے قریب زمین پر جماعت کی پہلی مسجد بنانے کا پروگرام بنا مرکز کی طرف سے کچھ رقم منظور ہوئی جس سے کام کا آغاز کر دیا گیا جماعت کے احباب بہت زیادہ جوش و جذبے سے اس کی تعمیر میں حصہ لے رہے تھے اور اسی اثناء میں جماعت کی شدید مخالفت شروع ہوگئی اور ہمیں مسجد کی تعمیر روکنے کا کہنے لگے جس پر مکرم پا علی ماریگا صاحب مرحوم جو کہ ان دنوں بیمار تھے بڑے جوش اور جذبہ سے باہر آئے اور جو لوگ اس کام کو روکنے کا کہ رہے تھے انہیں للکار کر کہا کہ یہ اللہ کا گھر بن رہا ہے اگر کسی میں ہمت ہے تو آگے بڑھے اور اسے روک کر دکھائے جس پر کسی میں ہمت نہ ہوئی کہ وہ مزید کچھ کہتا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تعمیر کا کام جاری رہا مرکز سے موصول ہونے والی رقم ختم ہو چکی تھی

کیونکہ احباب جماعت کا کہنا تھا کہ یہ مسجد دو منزلہ ہو تاکہ عورتیں بھی شامل ہو سکیں لہٰذا اس پر خاکسار نے مالی قربانی کیلئے تحریک کی اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے روز ہی احباب جماعت نے کھل کر مسجد فنڈ میں پیسے جمع کروائے جمعہ کے روز جب تحریک کی گئی تو ایک غریب احمدی مکرم احمد کبا صاحب نے ایک ملین فرانک چندہ دیا جو کہ اچھی خاصی رقم تھی احمد صاحب کے دوست مکرم موسیٰ کبا صاحب نے اپنی جیب میں سے ساری رقم نکالی جو کہ آٹھ لاکھ بنتے تھے ادا کر دئے اور جب انہیں پتا چلا کہ ان کے دوست نے احمد کبا صاحب نے ایک ملین دیا ہے تو اسی شام کہیں سے دو لاکھ اوہار لے کر ایک ملین مکمل کر دیا کہ میں اپنے دوست سے پیچھے نہ رہوں اور فاستبقوا الخیرات کی اعلیٰ مثال قائم کی۔ الحمدللہ

2012ء میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی جس پر حضور اقدس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں مسجد کا نام تجویز کرنے کی عاجزانہ درخواست کی گئی جس حضور انور نے از راہ شفقت و احسان اس مسجد کا نام بیت الاحد تجویز فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلیٰ ذَالِکَ

اس مسجد کی برکت سے اسی سال یہاں گنی میں جماعت کی رجسٹریشن بھی ہوگئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

اسد مجیب۔ مبلغ انچارج نائجیر

نائیجر کی پہلی احمدیہ مسجد کا مختصر تعارف

"برنی کونی" Birnin Konni "تاوا" Tahoua ریجن کا ایک ڈیپارٹمنٹ اور چھوٹا سا شہر ہے۔ جو کہ دارالحکومت "نیامے" سے تقریباً 418 کلومیٹر دور نیشنل ہائی وے پر واقع ہے۔ اس شہر میں جماعت کا آغاز 2004ء میں ہوا۔ مکرم شاکر مسلم صاحب مبلغ سلسلہ کو مشن کے قیام کی توفیق ملی۔ آپ کی تبلیغ کی بدولت علاقہ میں سب سے پہلی جماعت "راڈاڈاوا" Radadawa قائم ہوئی۔ یہ جماعت برنی کونی شہر سے 9 کلو میٹر دور "مارادی" Maradi شہر کو جاتے ہوئے سڑک کنارے واقع ہے۔

جماعت احمدیہ نائیجر کو ملک کی پہلی احمدیہ مسجد 2004ء میں "راڈاڈاوا" جماعت میں تعمیر کرنے کی توفیق ملی۔ اسی طرح پہلے نیشنل جلسہ سالانہ کا انعقاد بھی اسی جماعت میں 2005ء میں کیا گیا۔

احمد بلال۔ نمائندہ الفضل آن لائن مالی

مالی میں پہلی احمدیہ مسجد کی تعمیر

مالی کا عمومی تعارف

ملک مالی کا پورا نام جمہوریہ مالی Republic of Mali ہے۔ مالی مغربی افریقہ کا انتہائی وسیع رقبہ پر مشتمل ایک خوبصورت زمین بند ملک ہے۔ رقبہ کے لحاظ سے یہ افریقہ کا ساتواں اور دنیا کا چوبیسواں بڑا ملک ہے۔ مالی کا کل رقبہ 1,240,000 مربع کلومیٹر ہے اور اس کی آبادی 2009ء کی مردم شماری کے مطابق 14,517,176 افراد پر مشتمل ہے۔ اس کا دارالحکومت باماکو (Bamako) ہے اور انتظامی لحاظ سے ملک کو دس ریجنز میں تقسیم کیا گیا ہے۔

مالی کی سر حدیں شمال میں الجزائر، مشرق میں نائیجر، جنوب میں برکینا فاسو اور آئیوری کوسٹ، جنوب مغرب میں گنی اور مغرب میں سینیگال اور موریطانیہ سے ملتی ہیں۔ مالی شمال جانب سے مکمل طور پر صحرائے اعظم سے گھرا ہوا ہے۔ مالی میں آبادی کا تناسب انتہائی کم ہے اور ملک کی اکثر آبادی جنوبی علاقوں میں آباد ہے۔ مالی میں 10 چھوٹے بڑے دریا ہیں۔ جبکہ ایک بڑا دریا" دریائے نائیجر" ملک کے عین وسط سے گزرتا ہے۔

مالی میں احمدیت کا آغاز اور پہلے مبلغ سلسلہ کی تقرری

مالی میں جماعت احمدیہ کا آغاز مکرم عمر معاذ صاحب کی بیعت سے ہوا جنھیں 1981ء میں احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ آپ کو مالی کے پہلے احمدی ہونے کیساتھ پہلے مبلغ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ بیعت کرنے کے بعد ایک طویل سفر کرکے پاکستان تشریف لے گئے جہاں جامعہ احمدیہ میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ کو مبلغ سلسلہ بننے کی توفیق۔

عمر معاذ صاحب نے 1986ء میں جب جامعہ کا پانچواں سال مکمل کر کے مبشر کی ڈگری حاصل کی تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے آپ کو ملکی ضرورت کے پیش نظر مالی کے ہمسایہ ملک آئیوری کوسٹ بھیجنے کی اجازت مرحمت فرمائی اور 1986ء میں آپ بطور مبلغ سلسلہ آئیوری کوسٹ پہنچے۔

آئیوری کوسٹ کیونکہ مالی کا ہمسایہ ملک ہے۔ اس لئے مالی میں تعلیم اور تبلیغ کی ذمہ داری بھی آپ کے سپرد کی گئی۔ خلیفۃ المسیح کی دعاؤں اور مکرم عمر معاذ صاحب کولیبالی کی تبلیغ کے نتیجہ میں اللہ کے فضل سے مالی کی جماعت تیزی سے ترقی کرنے لگی اور یہاں ایک مستقل مبلغ کی ضرورت محسوس ہونے لگی چنانچہ 1987ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ہدایت کے ماتحت مکرم عمر معاذ صاحب کی مستقل تقرری مالی میں بطور مبلغ سلسلہ کر دی گئی۔

مالی میں پہلی احمدیہ مسجد کی تعمیر

اللہ تعالیٰ کے جماعت احمدیہ پر بیشمار فضلوں میں سے ایک فضل یہ ہے کہ جماعت احمدیہ دنیا کے ہر کونے میں تعلیم وتربیت اور تبلیغ کے لئے مساجد کی تعمیر کی توفیق پا رہی ہے۔ یہ مساجد جہاں خدا تعالیٰ کی عبادت کو قائم کرنے کا ذریعہ بنتی ہیں وہاں دنیا کو امن و آشتی کا پیغام بھی پہنچاتی ہیں اور تعلیم و تربیت کا ذریعہ بھی ہیں۔

مالی میں بطور پہلے مبلغ سلسلہ تقرری کے بعد عارضی طور پر مکرم عمر معاذ صاحب کولیبالی نے اپنے آبائی گاؤں چیمکوبوگو (Tiemkobougou) میں اپنے گھر کو ہی دارالتبلیغ بنایا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کچھ عرصہ میں اس گاؤں کے چند گھرانوں کو احمدیت کے نور سے منور ہونے کی توفیق ملی۔ جس کے بعد ان احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک مسجد کی کمی شدت سے محسوس کی جانے لگی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے 1988ء میں جماعت احمدیہ مالی کو چیمکا بوغو کے گاؤں میں اپنی پہلی احمدیہ مسجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی۔ اس مسجد کو کچی اینٹوں اور گارے کی مدد سے تیار کیا گیا۔ اس مسجد کا نام "مسجد بیت الاول" رکھا گیا۔ یہ چھوٹی سی مسجد 10 فٹ لمبائی اور 8 فٹ چوڑائی کے احاطہ پر مشتمل تھی، جسے مکرم عمر معاذ صاحب نے اور آپ کے والد مکرم معاذ کولیبالی صاحب نے چیمکوبوگو (Tiemkobougou) کی مخلص جماعت کے تعاون سے تعمیر کیا۔ مسجد کی تعمیر کے بعد یہاں باقاعدہ جمعہ کی نماز کا آغاز ہوا اور جماعت کو منظم کرنے میں مدد ملی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے 2012ء میں جماعت احمدیہ مالی کو اس مسجد کی از سر نو تعمیر کی توفیق ملی اور اب یہ مسجد پکی اینٹوں سے تعمیر کی گئی ہے۔ 2016ء میں (IAAAE) انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹیکٹس اینڈ انجینئرز نے یہاں سولر پینلز کیساتھ بجلی اور (MTA) کا انتظام کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس مسجد میں 100 سے زائد افراد کے نماز پڑھنے کی گنجائش موجود ہے۔

حافظ مصوراحمد مزمل۔ نمائندہ الفضل آن لائن سینیگال

سینیگال میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد

عرض خدمت ہے کہ مغربی افریقہ کے ملک سینیگال میں جماعت احمدیہ کا تعارف لمبا عرصہ قبل ہو چکا تھا۔ مگر منظم طور پر احمدیت کا پودا 1980ء کی دہائی میں سینیگال کے بعض حصوں میں لگ چکا تھا۔

جماعت احمدیہ کی رجسٹریشن حکومتی پابندیوں کے وجہ سے 2012ء میں مکرم ناصر احمد سدھو صاحب امیر و مشنری انچارج سینیگال کے ذریعہ ہوئی۔

اس اجمال کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ گیمبیا میں جماعت 50 کی دہائی میں متعارف ہوئی اور مرکز سے متعدد مبلغین کی آمد کا سلسلہ شروع ہوا۔ ملک گیمبیا محل و وقوع کے لحاظ سے سینیگال کے اندر ہی واقعہ ہے اس لئے کسی بھی قسم کا غیر معمولی عمل دونوں ملکوں کو متاثر کرتا ہے۔ نیز گیمبیا کے لوگوں کے زیادہ تر رشتہ دار و کاروبار سینیگال کے سرحدی علاقوں میں ہونے کی وجہ سے لوگ مسلسل رابطے میں رہتے ہیں۔

اسی پس منظر میں جماعت احمدیہ جب گیمبیا میں قائم ہوئی تو لازماً گیمبین لوگوں نے سینیگال میں موجود اپنے رشتہ داروں میں ذکر کیا اور یہاں جماعت احمدیہ کا تعارف سماعی طور پر ہو گیا۔

مگر منظم طور پر 1980ء کی دہائی میں جب مکرم منور احمد خورشید صاحب سابق امیر صاحب سینیگال، گیمبیا میں متعین تھے تو اس دوران مختلف اوقات میں امیر صاحب کی اجازت سے بغرض تبلیغ گیمبیا سے منسلکہ سینیگال کے سرحدی علاقوں کا دورہ کیا کرتے۔ اس طرح گیمبیا کے فرافینی ریجن کے ملحقہ سینیگال کے ریجن کولک میں مختلف دیہاتوں میں متعدد خاندانوں نے احمدیت قبول کرلی اورسینیگال میں نظام جماعت قائم ہونا شروع ہوا اور احمدی احباب کے ساتھ مختلف دیہاتوں میں موجود مساجد بھی خداتعالیٰ نے عطا فرما دیں۔

اس دوران 1985ء میں مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید ربوہ نے جب گیمبیا کا دورہ کیا تو سینیگال بھی تشریف لائے اور اس دور میں ایک دیہ لٹمنگے Latmingue میں دیگر دیہاتوں سے بھی احباب کو مدعو کیا گیا۔ جہاں احباب کثیر تعداد میں تھے اور ایک مسجد بھی موجود تھی جو گارے کی دیواروں اور گھاس پھوس کی چھت سے بنی ہوئی جھونپڑی نما (Hut) تھی۔

اسی مسجد میں مکرم منوراحمد خورشید صاحب کے ہمراہ مکرم چوہدری حمیداللہ صاحب نے احباب جماعت سے ملاقات کی۔ اس موقع پر احباب جماعت اور مہمانان کرام کے ساتھ ایک گروپ فوٹو بھی بنایا گیا۔

ان افراد کے پیچھے والی عمارت سینیگال میں پہلی مسجد کی عمارت ہے۔

مرزا فرحان بیگ۔ بینن

بینن میں پہلی مسجد کی تعمیر

بینن(Benin) کا پرانا نام داہومے (Dahomé)ہے۔ چنانچہ جب یہاں پہلی مسجد کی تعمیر عمل میں آئی اس وقت بینن کو داہومے کے نام سے جانا جاتا تھا۔

بینن میں جماعت احمدیہ کا پہلا پودا 1967ء میں لگا۔ جبکہ پہلی مسجد کی تعمیر 1974ء میں ہوئی۔

اس مسجد کا سنگِ بنیاد مؤرخہ 27 جنوری 1974ء کو رکھا گیا۔ مسجد کی تعمیر تقریباً آٹھ ماہ میں مکمل ہوئی اور مؤرخہ 25، اگست 1974ء کو مولانا محمد اجمل صاحب امیر جماعت نائجیریا نے اس مسجد کا افتتاح کیا۔

یہ مسجد بینن کے دارالحکومت پورتونووو(Porto Novo) میں تعمیر کی گئی ہے اور دو منزلوں پر مشتمل ہے۔

محمد زکریا۔ نمائندہ الفضل آن لائن۔لائبیریا

بیت المجیب منرو ویا، لائبیریا

لائبیریا میں جماعت احمدیہ کا باقاعدہ آغاز 2 جنوری 1956ء کو ہوا، جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے مکرم مولانا صوفی محمد اسحاق صاحب مبلغ سلسلہ کو سیرالیون سے لائبیریا کے لئے بھیجا گیا۔ آپ نے لائبیریا پہنچ کرکرائے کے ایک مکان سے مشن کا آغاز کیا اور اسی کو نماز سنٹر بھی بنایا گیااور یہ سلسلہ آئندہ مبلغین کے قیام کے دوران بھی جاری رہا۔ یہاں تک کہ فروری 1967ء میں مکرم مولانا مبارک احمد ساقی صاحب کے دور میں جماعت کو منرو ویا شہر کے سنٹر میں Lynch Street پر ایک پلاٹ خریدنے کی توفیق ملی۔ جس پر ایک پرانا مکان بھی موجود تھا۔ مکرم مولانا مبارک احمد ساقی صاحب نے اسی مکان میں مشن ہاؤس شفٹ کردیا اور اس کے ایک کمرہ میں نمازوں کا انتظام کردیا گیا۔ بالآخر 1982ء میں اس مکان کو منہدم کرکے یہاں نئے مشن ہاؤس اور مسجد کی تعمیر شروع کی گئی جو1984ء میں مکمل ہوئی اور مکرم مولانا عبدالشکور صاحب نے اس کا افتتاح فرمایا۔

1989ء میں لائبیریا میں خانہ جنگی شروع ہوگئی۔ خانہ جنگی کے اس دور میں 1996ء میں جماعت کے مرکزی مشن ہاؤس، مسجد اور بک شاپ کو لوٹنے کے بعد نذر آتش کردیا گیا۔ مشن ہاؤس اور مہمان خانہ کی عمارت کسی حد تک محفوظ رہی لیکن مسجد کوزیادہ نقصان پہنچا۔ چنانچہ اس کی تعمیر نو کا منصوبہ بنایا گیا۔

1998ءمیں پاکستان سے آئے ہوئے دو واقفین معماروں کی نگرانی میں اس کی تعمیر شروع ہوئی جو 2000ء میں مکمل ہوئی۔ تکمیل کے بعد مکرم محمد اکرم باجوہ صاحب امیر و مشنری انچارج نے 7 جولائی 2000ء کو اس کا افتتاح فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مسجد کو بیت المجیب کا نام عطا فرمایا۔اس کے مینار پاکستانی مساجد کی طرز پر تعمیر کئے گئے ہیں جو بہت خوبصورت لگتے ہیں۔ لائبیریا میں چھٹی جماعت کی سکول کی کتاب میں جہاں اسلام کا تعارف پیش کیا گیا ہے وہاں ہماری اسی مسجد کی فوٹو بطور مثال پیش کی گئی ہے۔

حافظ منور احمد قمر۔ نمائندہ الفضل آن لائن ٹوگو

جماعت احمدیہ ٹوگو کی پہلی مسجد

2000ء میں نوچے شہر کے محلہ پوتا KPOTA میں مکرم بولاتیتو ادریس صاحب کی کوششوں سے جماعت احمدیہ ٹوگو کی پہلی مسجد کی تعمیر کے لئے ایک قطعہ زمین خریدا گیا۔ (مکرم بولاتیتو ادریس صاحب ٹوگو جماعت کے پہلے صدر ہیں اور جماعت کی ٹوگو میں رجسٹریشن 21 دسمبر 1999ء کو انہی کے نام پر ہوئی ہے۔) اس سے پہلے ادریس صاحب کے گھر کے ایک کمرے میں نمازوں کی ادائیگی کا انتظام تھا۔ مئی 2000ء میں مسجد کا سنگ بنیادرکھنے کے لئے مکرم حافظ احسان سکندر صاحب امیر بینن تشریف لائے جن کے ہمراہ کنگ آف آلاڈا بینن اور چیف آگوکولی (Agokoli) بھی موجود تھے۔ اس مسجد کا نام ''مسجد رحمان'' رکھا گیا اور 2002ء میں اس کا باضابطہ افتتاح نمائندہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مکرم جہانگیر عبدالغنی صاحب انچارج فرنچ ڈیسک لندن نے کیا۔ سنگ بنیاد کے وقت ٹوگو میں مرکزی مبلغ تعینات نہیں تھے۔ 2001ء میں مرکزی مبلغ مکرم عبد القدوس صاحب کا تقرر ٹوگو میں ہوااور انہوں نے مسجد رحمان کے افتتاح کا انتظام کرنے کی توفیق پائی۔2009ء تک نوچے میں ٹوگو کا جماعتی مرکز قائم رہا اس دوران تمام مرکزی پروگرامز اسی مسجد میں کئے جاتے رہے۔ 2006ء میں ٹوگو کا پہلا جلسہ سالانہ بھی اسی مسجد میں منعقد ہوا۔

مسجد رحمان کی عمارت کی خستہ حالی کے پیش نظر سن 2021ء میں مکرم عرفان احمد ظفر صاحب نیشنل پریذیڈنٹ و مبلغ انچارج ٹوگو کی ہدایت پر اس کی تعمیر نو کا فیصلہ کیا گیا۔جون 2021ء میں کام کا آغاز ہوا اوراس وقت تک تعمیر کا کام مکمل کیا جاچکا ہے۔ صرف رنگ وروغن کاکام باقی ہے۔ایک بڑا حال تعمیر کر کے مسجد دوسری منزل پر تعمیر کی گئی ہے۔ حال کو شامل کرنے سے اس مسجد میں حاضری کی گنجائش پہلے سے چارگنا ہو چکی ہے۔

الحمد للہ علی ذالک

خلیل احمد خان۔ چاڈ

ملک چاڈ میں جماعتِ احمدیہ کی پہلی مسجد

[ND'JAMENA] ملک چاڈ میں جماعتِ احمدیہ کی پہلی مسجد گلینڈن انجمینا سے ایک سو ساٹھ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔اس مسجد کی تعمیر کا آغاز 2009ء ہوا تھا اور اس کا افتتاح 30 مارچ 2012ء کو مکرم عبدالخالق نیّر صاحب مبلغ انچارج نائیجیریا نے کیا تھا۔ان کے ہمراہ مکرم نسیم احمد بٹ صاحب مبلغ سلسلہ نائیجیریا اور خاکسار خلیل احمد خان مبلغ سلسلہ نائیجیریاوفد میں شامل تھے۔یہ جامع مسجد ہے اور اس کا حجم 14x12میٹر ہے۔

اس مسجد میں 280افراد نماز پڑھ سکتے ہیں۔

اللہ جسے چاہے جتنا چاہے بڑھا کر دیتا ہے

اللہ تعالیٰ میں سات سو گنا سے بھی زیادہ بڑھا کر دینے کی طاقت ہے۔ اللہ تعالیٰ تو پابند نہیں ہے کہ صرف سات سو گنا تک ہی بڑھائے۔ اس کے خزانے محدود نہیں ہیں۔ اس لئے ہمیشہ اپنے چندوں کے حساب کو صاف رکھنا چاہئے اور پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کس طرح نازل ہوتے ہیں ، کس طرح برستے ہیں۔ اب بعض لوگوں میں یہ غلط تصور ہے کہ کیونکہ قواعد میں یہ شرط ہے کہ کسی بھی عہدے کے لئے یا ویسے عام طور پر پوچھا جاتا ہے تو تب بھی کہ چھ مہینے سے زیادہ کا بقایا دار نہ ہو اس لئے ضروری ہے کہ چھ مہینے کے بعد ہی چندہ ادا کرنا ہے، بلاوجہ چھ چھ مہینے تک چندہ ادانہیں کرتے تو یہ چھ مہینے کی جو شرط ہے صرف زمینداروں کے لئے ہے جن کی آمد کیونکہ زمیندارے پر ہے اور عموماً چھ ماہ کے بعد ہی زمیندار کو آمد ہوتی ہے۔ اس لئے یہ رعایت ان سے کی جاتی ہے ۔ اور ماہوار کمانے والے ہوں ، ملازم پیشہ یا کاروباری لوگ، ان کو تو ماہوار ادائیگی کرنی چاہئے تاکہ بعد میں پھر بوجھ نہ رہے جیسا کہ میں نے کہا،بلا وجہ بکی کا احساس رہتا ہے۔ اور سب سے بڑا چندہ ادا کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل نازل ہوتے رہتے ہیں۔ اللہ کرے کہ ہم ہمیشہ ان توقعات پر پورا اترتے رہیں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ہم سے کی ہیں۔ اور ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے وارث بنتے رہیں۔ اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے کے لئے اس کی راہ میں قربانیاں پیش کرنے والے بنتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ28مئی2004ء)

نوید احمد لیمن۔ نمائندہ الفضل آن لائن بنگلہ دیش

بنگلہ دیش میں پہلی مسجد

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 10/ فروری 2013ء میں جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کے نواسیویں جلسہ سالانہ کے موقع پر اختتامی اجلاس میں بنگلہ دیش کی احمدیت کے تاریخ پیش کرتے ہوئے فرمایا:

”احمدیت کا یہ پودا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں لگ گیا تھا دو مختلف جگہوں پر یہ احمدی ہونے کی وجہ سے ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی ہونے کا بھی شرف حاصل ہوا لیکن باقاعدہ جماعت کا قیام عمل میں نہیں آیا تھا۔ لیکن چونکہ مشرقی بنگال میں بنگلہ دیش میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں احمدیت پہنچ چکی تھی وہاں کے دو بزرگوں حضرت مولوی احمد کبیر نور محمد اور مولوی رئیس الدین خان نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت بھی کر لی تھی اس لئے یہ دو بزرگ بہر حال بنگلہ دیش میں جماعت احمدیہ کی تاریخ کا حصہ ہیں اور یہ یقیناً ان دو بزرگوں کی کوششوں اور دعاؤں کی ہی وجہ ہے کہ آہستہ آہستہ وہاں جماعت بنی شروع ہو گئی اور خلافت اولیٰ میں یہ تعداد 500 سے اوپر ہو گئی 1913ء میں مولانا عبد الواحد صاحب نے برہمن بڑیہ میں مسجد تعمیر کروائی اور باقاعدہ جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ باقاعدہ نظام جماعت قائم ہوا۔“

بنگلہ دیش میں احمدیت تو پہنچ گئی تھی 1905ء میں لیکن اس وقت بنگلہ دیش میں باقاعدہ نظام جماعت قائم نہیں ہوا تھا اور مسجد بھی نہیں تھی۔ لیکن جب 8/ نومبر 1912ء میں مولانا سید عبد الواحد صاحب نے خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور بیعت کرنے کے بعد جب واپس بنگلہ دیش آئے اور احمدیت کا پیغام پھیلانا شروع کیا تو ان کی شدید مخالفت ہوئی۔ موصوف بہت بڑے عالم تھے اور مسجد کے پیش امام تھے۔ ان کا دو کمروں والا ایک مدرسہ تھا جس کی بنیاد 1895ء میں رکھی گئی تھی۔ جب مخالفت عروج پر پہنچی تو انہوں نے اپنے مدرسہ میں نماز پڑھنی شروع کی اور اس کو مسجد کی شکل دے دی گئی۔ یہ مسجد برہمن بڑیہ شہر کے مولوی پاڑہ میں واقع ہے اور اس کا نام مسجد المہدی ہے۔ خدا کے فضل سے یہی بنگلہ دیش جماعت کی پہلی مسجد بنی۔ 1938ء میں جب مسجد کا ترقیاتی کام شروع کیا گیا تو اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت اماں جان نصرت جہاں بیگمؓ نے فی کس 50 روپیہ چندے بھی ادا کئے۔

اب اللہ کے فضل سے ملک بھر میں احمدیہ مساجد پھیلی ہوئی ہیں۔

سیف اللہ مبارک۔ مربی سلسلہ انڈونیشیا

انڈونیشیا کی مسجد محمود سانڈنگ

جماعت احمدیہ کا پیغام سب سے پہلے 1925ء میں حضرت رحمت علی صاحب رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سے پہنچا۔ حضرت رحمت علی صاحب سب سے پہلے tapak tuan Aceh sumatra میں پہنچے اور انہوں نے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچایا۔ اس کے بعد وہ مغربی سماٹرا یعنی پاڈانگ شہر کی طرف گئے وہاں پر اللہ کے فضل سے ان کی تبلیغ سے کافی تعداد میں احمدی ہوئے اور پہلی جماعت بھی قائم ہوئی۔ لیکن وہاں اس زمانے میں باقاعدہ مسجد نہ تھی۔ کچھ عرصے کے بعد مولانا رحمت علی صاحب رضی اللہ عنہ جاوا کی طرف گئے اور وہاں پر بھی تبلیغی مشن شروع کیا۔ ان کے جاوا میں آنے سے پہلے اس جزیرہ میں احمدیت کا پیغام بھی دوسرے مبلغین جیسے مولانا عبد الوحید صاحب وغیرہ کے ذریعہ سے پہنچ گیا تھا اور کافی جماعتیں بھی قائم ہو گئی تھیں۔ ان جماعتوں میں سے ایک جماعت سانڈنگ (sanding) ہے یہ جماعت مغربی جاوا میں واقع ہے اور مولانا عبد الوحید صاحب کے انڈر تھی۔ اس وقت مولانا رحمت علی صاحب رضی اللہ عنہ جکارتا میں تھے۔ انہوں نے مولانا عبد الوحید صاحب کو مسجد کی تعمیر کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ 1936ء کو جماعت سانڈنگ نے مسجد کی تعمیر کی اور مسجد محمود نام رکھا۔ جماعت احمدیہ انڈونیشیا کی تاریخ کے مطابق یہ پہلی مسجد تھی جو باقاعدہ جماعت نے تعمیر کی۔ گو اس سے پہلے جماعتیں قائم ہوگئی تھیں لیکن باقاعدہ مسجد نہیں تھی۔ آج بھی وہ مسجد اللہ کے فضل سے قائم ہے اور وہاں پر کافی تعداد میں احمدی ہیں۔

عروج وسیم

مصلح موعود کی یاد میں

مجھے یاد ہیں آج بھی وہ تیری مسکراہٹیں
تیری جبیں پہ وہ تیری شگفتگی کا بانکپن
سدا رہا تو گامزن صراط مستقیم پر
تیرے ہی راستوں پہ ہم چلیں تو منزلیں ملیں
بشیر الدّین، بشیر الدّین، بشیر الدّین، بشیر الدّین

تجھے جو پا لیا تو زندگی میں تشنگی نہیں
گلہ نہیں، کمی نہیں، تیرے بغیر ہم نہیں
بشیر الدّین، بشیر الدّین، بشیر الدّین، بشیر الدّین

تو اس جہاں میں محترم، تو اس جہاں میں آفرین
تجھے خدا نے چن لیا رہے بہشت کا مکیں
بشیر الدّین، بشیر الدّین، بشیر الدّین، بشیر الدّین

وہ پیار وہ خلوص وہ دعا وہ دل کا درد بھی
شعور بھی، قرار بھی، محبتوں کی چاشنی
وہ خلعتیں ہمیں ملیں جو غیر کو نہیں ملیں
کہ تیرے دم سے ہم کو ساری نعمتیں ہی مل گئیں
بشیر الدّین، بشیر الدّین، بشیر الدّین، بشیر الدّین

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

چھوٹے کاموں کے لئے دعا کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں۔

بعض لوگ جو اللہ کی گو شناخت رکھتے ہیں لیکن پوری شناخت اور عرفان نہیں رکھتے وہ بڑے بڑے اور اہم کاموں کے لئے تو دعا کرتے ہیں لیکن چھوٹے چھوٹے اور معمولی کاموں کے متعلق سمجھتے ہیں کہ ان کے لیے دعا کی کیا ضرورت ہے- انہیں ہم اپنی طاقت اپنے زور بازو سے بجا لا سکتے ہیں....... لیکن دین ہمیں یہ ہدایت دیتا ہے کہ تم اس غلطی میں نہ پڑنا ....اگر جوتی کے ایک تسمے کی ضرورت ہو جو ایک آنہ یا دو آنے میں بازار سے مل جاتا ہے تو تم سمجھو کہ جب تک خدا تعالیٰ کا اذن اور منشاء نہ ہو تمہیں وہ تسمہ بھی نہیں مل سکتا اس لئے تم جوتی کا تسمہ بھی اپنے رب سے مانگو اور اس کے لئے اس سے دعا بھی کرو۔

(مشعل راہ جلد دوم خطبات فرمودہ 3 جون 1966ء)

اگلی صدی میں اس عہد کے ساتھ قدم رکھنا ہے کہ ہم اپنی نسلوں کو عہد بیعت کا حق ادا کرنے والا بنائیں گی

دنیا بھر کی لجنہ ممبرات کو سو سال مکمل ہونے پر مبارک صد مبارک

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ قادیان 2022ء کے اختتامی خطاب میں فرمایا:

”آج لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کو بنے ہوئے بھی سو سال ہوگئے ہیں۔ لجنہ کو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جائزہ لیں کہ اس سو سال میں کس حد تک لجنہ نے اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کی ہے اور بیعت کا حق ادا کرنے والا اپنے آپ کو بنایا اور کوشش کی اور کس حد تک اپنے بچوں اور اپنی نسل کو بیعت کا حق ادا کرنے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ و السلام کے دعاوی سے جوڑنے والا اور ماننے والا بنایا ہے۔ اگر ہم نے اس کے مطابق اپنی نسلوں کی اٹھان کی ہے تو یقیناً لجنہ اماء اللہ کی ممبرات اللہ تعالیٰ کی شکرگزار بندیاں ہیں۔ پس یہ جائزے آج لینے کی ضرورت ہے اور جہاں کمیاں رہ گئی ہیں وہاں ایک عزم کے ساتھ عہد کریں کہ ہم نے لجنہ کی اگلی صدی میں اس عہد کے ساتھ قدم رکھنا ہے کہ ہم اپنی نسلوں کو عہد بیعت کا حق ادا کرنے والا بنائیں گی۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔“آمین

ادارہ الفضل آن لائن کی طرف سے دنیا بھر کی لجنہ ممبرات کو سو سال مکمل ہونے پر مبارک صد مبارک پیش ہے اللہ تعالی دوسری صدی میں دخول ہر لحاظ سے مبارک کرے۔ آمین

کان اللہ معکم و ایدکم

(ایڈیٹر روزنامہ الفضل آن لائن لندن)

فقہی کارنر

حلت و حرمت میں زیادہ تفتیش نہ کرو

ایک بھائی نے (حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں) عرض کی کہ حضور! بکرا وغیرہ جانور جو غیر اللہ تھانوں اور قبروں پر چڑھائے جاتے ہیں پھر فروخت ہو کر ذبح ہوتے ہیں کیا ان کا گوشت کھانا جائز ہے یا نہیں ؟فرمایا:۔

شریعت کی بناء نرمی پر ہے سختی پر نہیں اصل بات یہ ہے کہ اُھِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ(البقرہ:174) سے یہ مراد ہے کہ جو ان مندروں اور تھانوں پر ذبح کیا جاوے یا غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جاوے اس کا کھانا تو جائز نہیں ہے لیکن جو جانور ربیع و شرء میں آ جاتے ہیں اس کی حلّت ہی سمجھی جاتی ہے زیادہ تفتیش کی کیا ضرورت ہوتی ہے۔ دیکھو! حلوائی وغیرہ بعض اوقات ایسی حرکات کرتے ہیں کہ ان کا ذکر بھی کراہت اور نفرت پیدا کرتا ہے لیکن ان کی بنی ہوئی چیزیں آخر کھاتے ہی ہیں۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ شیرنیاں تیار کرتے ہیں اور میلی کچیلی دھوتی میں بھی ہاتھ مارتے جاتے ہیں اور جب کھانڈ تیار کرتے ہیں تو اس کو پاؤں سے مَلتے ہیں چوڑے چمار گڑ وغیرہ بناتے ہیں اور بعض اوقات جوٹھے رس وغیرہ ڈال دیتے ہیں اور خدا جانے کیا کیا کرتے ہیں ان سب کو استعمال کیا جاتا ہے اس طرح پر اگر تشدّد ہو تو سب حرام ہو جاویں اسلام نے مالا یطاق تکلیف نہیں رکھی ہے بلکہ شریعت کی بنا نرمی پر ہے۔

اس کے بعد سائل مذکور نے پھر اسی سوال کی اور باریک جزئیات پر سوال شروع کئے فرمایا:

اللہ تعالٰی نے لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ(المائدہ:102) بھی فرمایا ہے۔ بہت کھودنا اچھا نہیں ہوتا۔

(الحکم 10 اگست 1903ء صفحہ 20)

(مرسلہ:داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

ایک سبق آموز بات

دولت اور اخلاق

گھر مال و دولت سے نہیں بلکہ ہمیشہ بلند اخلاق سے آباد ہوتے ہیں اور خدا کے راستے میں مال خرچ کرنے والے کے مال میں کبھی بھی کمی واقع نہیں ہوتی بلکہ کئی گنا بڑھ کر اس کے پاس واپس آتا ہے۔

مرسلہ:شکیل احمد طاہر۔قادیان

طلوع و غروب آفتاب

29/ دسمبر 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:36	17:48
مدینہ منورہ	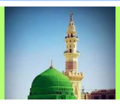	05:41	17:43
قادیان		06:01	17:33
ربوہ		05:40	17:13
اسلام آباد ٹلفورڈ	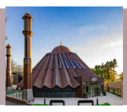	06:38	16:03